لفظ جہاد کو قتال کے مترادف کے طور پر استعمال کرنا سنگین غلطی ہے

فرائض دینی کی ادائیگی کے لئے "ایمان حقیقی" جڑ اور بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے

ہمارے دینی زوال کا سبب یہی ہے کہ ہم نے اسلام اور ایمان کو ایک شے سمجھ لیا ہے

جس طرح ایمان اور جہاد لازم و ملزوم ہیں اسی طرح جہاد کی لازمی شرط "التزام جماعت" ہے

احتساب کا عمل ماضی کی طرح خانہ پُری کی بجائے ہر لحاظ سے شفاف اور منصفانہ ہونا چاہئے

حکومت کاشت کار کی حالت بہتر بنانے کے لئے زراعت کے شعبے پر خصوصی توجہ دے

سابقہ وزیر اعظم کا مقدمہ انہی کی بنائی ہوئی خصوصی عدالت میں پیش ہونا مقام عبرت ہے

نواز شریف کے خلاف مقدمے میں انصاف کے تمام تقاضے پورے کئے جائیں

مسجد دارالسلام باغِ جناح' لاہور میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے ۱۲/ نومبر ۹۹ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

(مرتب : فرقان دانش خان)

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان پر گوناگوں ذمہ داریوں کا بوجھ ڈالا ہے۔ اسی میں اس کی آزمائش ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوتا ہے یا نہیں۔ دراصل ہماری یہ دُنیوی زندگی ہمارے کل لائف سائیکل کا ایک چھوٹا سا حصہ ہے۔ ہماری زندگی تو عالم ارواح سے شروع ہوئی اور روز محشر تک چلے گی۔ اس کے بعد بھی اپنے اعمال کی جزا اور سزا پانے کے بعد ہمیں جنت اور دوزخ میں لامحدود زندگی حاصل ہو گی۔ چنانچہ یہ وقفہ جسے ہم حیاتِ دُنیوی کہتے ہیں وہ تو ساٹھ ستر برس کا ہے۔ اس وقفہ کا مقصد کیا ہے : ﴿ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً ﴾ یہ موت اور حیات کا سلسلہ اس لئے رکھا گیا ہے تاکہ تمہیں آزمایا جائے' پرکھا جائے کہ کون اچھے عمل کرنے والا ہے۔ علامہ اقبال نے اس حقیقت کو ایک شعر میں یوں بیان کیا ہے ؎

قلزمِ ہستی سے تو اُبھرا ہے مانند حباب
اِس زیاں خانے میں تیرا امتحاں ہے زندگی!

کائنات کے مقابلے میں ہماری حیثیت ایک بلبلے سے زیادہ نہیں ہے اور پھر دُنیوی زندگی کا یہ مختصر عرصہ ہماری کل طویل زندگی کے سمندر میں ایک بلبلے کی مانند ہی تو ہے۔ لیکن بلبلے کی مانند یہ زندگی امتحان کیلئے عطا ہوئی ہے اور اس امتحان کے ضمن میں ہم پر کچھ ذمہ داریاں ڈالی گئی ہیں' جن کے بارے میں پوچھ گچھ بھی ہوگی۔ انسان کی اسی مشقت کی طرف قرآن میں بایں الفاظ اشارہ کیا گیا ہے : لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ کہ انسان کو مشقت ہی میں پیدا

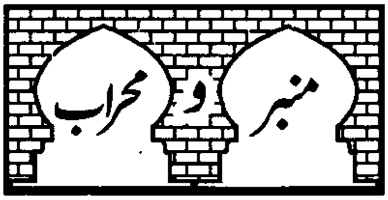

کیا گیا ہے' ویسے تو ہر حیوان بھی محنت و مشقت کرتا ہے' لیکن انسان کی محنت کہیں زیادہ ہے۔ حیوانوں کو وہ ذہنی کوفت نہیں ہوتی جس سے انسانوں کو سابقہ پیش آتا ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ انسان جسمانی مشقت اور ذہنی کوفت کے بعد اپنے اعمال کے بارے میں اپنے رب کے سامنے جواب دہ بھی ہے' جبکہ حیوانات کا کوئی اخروی محاسبہ نہیں ہے۔

انسان پر جن ذمہ داریوں کا بوجھ ہے' انہیں دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ایک وہ ذمہ داریاں ہیں جن کا تقاضا نفس کے اندر موجود ہے' یعنی معاش' افزائش اولاد اور سر چھپانے کی جگہ کی خواہش وہ تقاضے ہیں جن کے لئے ہر آدمی بغیر کسی ترغیب و تشویق کے خود محنت و مشقت کرتا ہے۔ دوسری قسم کی ذمہ داریاں وہ ہیں جن کا ہمارے نفس میں تو تقاضا موجود نہیں ہے' ان کا ہمارے ذہن' فکر' نظریات' شعور اور روح سے تعلق ہے۔ جب انسان اپنے نفس کے تقاضوں کو پورا کرنے میں لگ جاتا ہے تو یہ تقاضے جن کا تعلق ہمارے ذہن سے ہے' دب جاتے ہیں۔ انسان انہیں بھول جاتا ہے۔ لہٰذا ان تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے ترغیب اور یاددہانی کی ضرورت بھی پڑتی ہے۔ یہ تقاضے بھی تین ہیں۔ یعنی ملک' قوم اور انسان کا نظریہ یا دین و مذہب۔ انسان ان تقاضوں کے لئے بھی بڑی بڑی قربانیاں دیتا ہے۔ اگر کوئی فرد یا قوم ان تقاضوں کے لئے قربانی دینے سے گریز کرے تو اس کے ساتھ ؏

"وہ قوم آج ڈوبے گی گر کل نہ ڈوبی" والا معاملہ ہو گا۔

ہم پاکستانیوں کی تو سب سے بڑی خوش قسمتی یہ تھی کہ ہمارے ملک' قوم اور دین کے حوالے سے یہ تینوں تقاضے ہی اسلام سے وابستہ ہیں۔ اگر ہم انفرادی و اجتماعی سطح پر اسلام کی طرف پیش رفت کرتے تو ہمارا ملک بھی مستحکم ہوتا' ہماری عالمی ملت اسلامیہ بھی مضبوط ہوتی اور دین بھی سربلند ہوتا' لیکن گزشتہ باون برسوں میں ہم نے اس طرف توجہ نہ کر کے اپنی خوش قسمتی کو بدقسمتی میں تبدیل کر لیا۔ بہرحال اگر ہم اب بھی اپنی دینی ذمہ داریوں کو ادا کرنے پر کمر ہمت کس لیں تو دُنیا و آخرت میں سرخرو ہو سکتے ہیں۔

اگلی بات یہ ہے کہ بحیثیت مسلمان ہماری دینی ذمہ داریاں کیا ہیں۔ حسن اتفاق سے ہماری دینی ذمہ داریاں بھی تین ہی ہیں۔ پہلی ذمہ داری ہر باشعور مسلمان پر یہ ہے کہ ہمہ تن اللہ کا بندہ بن جائے۔ جس کا کم از کم تقاضا یہ ہے کہ جن احکامِ شریعت پر ہم آج ہم عمل کر سکتے ہیں' ان پر سختی سے کاربند ہوں۔ دوسری ذمہ داری ہے دین کی دعوت دوسروں تک پہنچانا۔ حضور ﷺ پر ختم نبوت کی وجہ سے اس امت کی اجتماعی ذمہ داری ہے کہ ہر فردِ نوعِ بشر تک دین کی دعوت پہنچائے۔ تیسری ذمہ داری یہ ہے کہ اس دین کو ریاست کی سطح پر قائم کیا جائے' یعنی دین کا ایک عملی نمونہ دُنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔ جب تک یہ تیسرا کام پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچتا یا اس کو قائم کرنے کے لئے جدوجہد نہیں کی جا رہی تو پہلی دونوں ذمہ داریوں کی بھی تکمیل نہیں ہوتی۔ یعنی بندگی بھی نامکمل ہے جب تک اللہ کا دین قائم نہ ہو' کیونکہ اقامت دین کے بغیر ہم اللہ کے بہت سے احکامات پر عمل نہیں کر سکتے' مثلاً ہم انفرادی حیثیت میں چور کا ہاتھ نہیں کاٹ سکتے' کسی پر زنا کی حد نہیں لگا سکتے' وغیرہ۔ اسی طرح شہادت علی الناس یا دعوت الی اللہ کا فریضہ بھی نامکمل ہے جب تک دُنیا کو اس دین کا ایک عملی نمونہ قائم کر کے نہ دکھا دیا جائے' جس کی انہیں دعوت دی جا رہی ہے۔

میری آج کی گفتگو کا اصل موضوع ہے کہ ان دینی فرائض کی ادائیگی کے لوازم کیا ہیں۔ جس طرح نماز کی ادائیگی کے لئے وضو شرط لازم ہے اور وضو کے بغیر نماز نہیں ہوتی' اسی طرح مذکورہ بالا فرائض کی ادائیگی کے لئے بھی تین لوازم یا شرائط ہیں۔

پہلا لازمہ یہ ہے کہ قلبی یقین والا ایمان پیدا کیا جائے' صرف زبانی اقرار والا ایمان نہ ہو۔ اگر ایمان کا معاملہ زبانی کلامی ہو تو ان فرائض کو ادا نہیں کیا جا سکتا۔ دراصل ایمان کے دو درجے ہوتے ہیں۔ ایک کو قانونی ایمان کہہ لیں جبکہ دوسرے کو حقیقی ایمان کہا جاتا ہے۔ سورۃ النساء کی آیت ۱۳۶ میں ایمان کے ان دو درجات کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ جہاں فرمایا گیا: ﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ﴾ "اے ایمان والو! ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر' اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر نازل فرمائی اور ان کتب پر بھی جو اس نے پہلے نازل فرمائیں"۔ یہاں غور طلب بات یہ ہے کہ اہل ایمان کو مخاطب کر کے انہیں کہا جا رہا ہے کہ ایمان لاؤ۔ اس کا کیا مطلب ہے سوائے اس کے کہ ایمان کے دو مراتب ہیں۔ چنانچہ یہاں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھنے کا اقرار کرنے والوں سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ دل کی گہرائیوں سے اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائیں' اور یقین قلبی کے حصول کی کوشش کریں۔

سورۃ الحجرات میں اس کی مزید وضاحت کر دی گئی کہ پہلے درجے کے "اقرار باللسان" والے قانونی ایمان کا نام اسلام ہے' اور حقیقی ایمان کا تعلق دل کے یقین کے ساتھ ہے۔ فرمایا: ﴿ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَ لٰكِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا وَ لَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِكُمْ ﴾ "یہ بدو کہہ رہے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے' اے نبی' ان سے کہہ دیجئے تم ہرگز ایمان نہیں لائے ہو' ہاں تم یہ کہہ سکتے ہو کہ ہم اسلام لے آئے ہیں' جبکہ ایمان ابھی تک تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔" اس بات کو سمجھئے کہ اسلام اور ایمان کا یہ فرق کیوں ملحوظ رکھا گیا ہے' اس لئے کہ اسلام کی بنیاد پر دُنیا کا سارا انظام چلتا ہے اور دل کے یقین کو چیک کرنے کا کوئی آلہ اس دُنیا میں نہیں ہے۔ چنانچہ ہمارے تمام دُنیوی معاملات' ہمارا قانونی و معاشرتی نظام اسلام کی بنیاد پر چلتا ہے۔ نکاح' گواہی' وراثت کی تقسیم' نماز جنازہ اور مسلمانوں کے قبرستان میں تدفین وغیرہ کے لئے ہم کسی کو صرف کلمہ شہادت کے اقرار پر ہی مسلمان قرار دیں گے۔ البتہ اللہ کے ہاں تمام معاملات حقیقی ایمان کی بنیاد پر طے ہوں گے۔ اگر دل میں یقین ہے تو نجات حاصل ہو سکے گی۔ یقین تھوڑا بھی ہو سکتا ہے اور یہ بے انتہا بھی ہو سکتا ہے۔ یہ یقین بروز قیامت پل صراط پر نور کی شکل میں ظاہر ہو گا۔ حدیث میں آتا ہے کہ کسی کے ایمان کی روشنی اتنی محدود ہو گی کہ صرف قدموں کے آگے پڑ رہی ہو گی۔ اگرچہ اس سخت ترین مقام کے لئے یہ بھی بہت بڑا سہارا ثابت ہو گی۔ جبکہ کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جن کے ایمان کی روشنی اتنی دور تک پھیلے گی جتنا مدینہ سے صنعا (یمن) کی مسافت ہے۔ تاہم قیامت کے دن بنیادی requirement یہ ہو گی کہ کسی کے پاس یقین قلبی والا ایمان ہے یا نہیں۔ اگر ایمان تھوڑا ہو گا تو پھر اعمال کا وزن کیا جائے گا اور ان کی بنیاد پر کامیابی و ناکامی کا فیصلہ ہو گا۔ لیکن کسی کے پاس ایمان ہی نہ ہو تو اعمال کے تلنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہو گا۔

اس حوالے سے دینی فرائض کی ادائیگی کے لئے ایمان کی حیثیت جڑ اور بنیاد کی سی ہے۔ اگر دینی فرائض یعنی عبادت رب' شہادت علی الناس اور اقامت دین کو تین منزلہ عمارت سے تشبیہہ دی جائے تو جیسے ایک عمارت کی پختگی میں "بنیاد" اہم ترین کردار ادا کرتی ہے اور جتنی بلند عمارت تعمیر کرنا ہو' اسی تناسب سے بنیاد بھی اتنی ہی گہری رکھنی ہوتی ہے' بعینہٖ ان تینوں فرائض کی ادائیگی کے لئے سب سے پہلے ایمان حقیقی کی گہرائی کا حاصل ہونا ضروری ہے۔ اس کے بغیر ان فرائض کی ادائیگی ممکن نہیں۔ ورنہ یہی ہو گا کہ جیسے ہمارے ہاں زبان سے عشق رسول ﷺ کا دعویٰ تو ہے لیکن آپ ﷺ کا اتباع نہیں۔ اسی طرح زبان سے ہم کہتے کہ قرآن اللہ کی کتاب ہے لیکن قرآن کی حرام کردہ چیزوں میں ملوث ہیں۔ اگر کوئی اللہ کے احکام نہیں مانتا تو ایمان کہاں ہوا؟ البتہ ایسا شخص کلمہ شہادت کے اقرار کی وجہ سے دُنیا میں مسلمان مانا جائے گا۔ اس لحاظ سے ایک شرابی' زانی' ڈاکو شخص بھی مسلمان ہو سکتا ہے' وہ جب مرے گا تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی' لیکن آخرت میں اس کا کوئی حصّہ نہیں۔ بدقسمتی سے اس دَور میں ہم پر جو دینی اعتبار سے زوال آیا ہے اس کا ایک سبب یہی ہے کہ ہم نے قانونی مسلمان اور حقیقی مؤمن کو ایک شے سمجھ لیا ہے کہ جب مسلمان ہیں تو مؤمن ہیں ہی۔ اسی مغالطے کی بنیاد پر ماضی میں احیائے اسلام کی بڑی بڑی تحریکیں اٹھیں۔ ان کی ناکامی کا سبب یہی تھا کہ کارکنوں کے دلوں میں حقیقی ایمان ابھی راسخ نہیں ہوا تھا۔ چونکہ بنیاد کمزور تھی' جڑ مضبوط نہیں تھی لہٰذا وہ تحریکیں کس طرح کامیاب ہوتیں؟

اب یہ ایمان حاصل کیسے ہو گا؟ یہ ایمان قرآن کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ بقول ظفر علی خان مرحوم ؎

وہ جنس نہیں ایماں جسے لے آئیں دکانِ فلسفہ سے
ڈھونڈے سے ملے گی عاقل کو یہ قرآں کے سیپاروں میں

ہمارے سامنے یہ میدان کھلا ہے کہ ہم قرآن سمجھیں' قرآن پڑھیں' عربی سیکھیں اور قرآن کو حرزِ جان بنائیں۔ تبھی وہ ایمان حاصل ہو سکتا ہے جو مطلوب ہے اور جس کی بنیاد پر آخرت میں نجات ممکن ہو گی۔

فرائض دینی کی ادائیگی کے لئے دوسرا لازمہ جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ اسے یوں سمجھئے کہ جیسے کسی تین منزلہ عمارت پر چڑھنے کے لئے محنت کرنا ہوتی ہے' سیڑھیاں چڑھنا پڑتی ہیں۔ دین کے لئے اسی محنت و مشقت کا نام جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ بدقسمتی سے اس اصطلاح کا مفہوم ہمارے ذہنوں میں خلط ملط ہو چکا ہے' ہم نے جہاد کے معنی جنگ یا قتال کر دیئے ہیں۔ چونکہ قتال تو ہر وقت نہیں ہوتا' لہٰذا جہاد کو قتال کا ہم معنی سمجھنے کا نقصان یہ ہوا کہ جہاد کو بھی فرض کفایہ سمجھ لیا گیا' حالانکہ جہاد فرض عین ہے اور قتال فرض کفایہ ہے۔ جہاد' جہد سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں کوشش کرنا۔ جبکہ قتال کا مطلب ہے ایک دوسرے کو قتل کرنے کی کوشش کرنا۔ جہاد تو قدم قدم پر ہوتا ہے۔ ہمیں بار بار اپنے نفس کے خلاف جہاد کرنا پڑتا ہے۔ جب آپ دین پر چلتے ہیں تو معاشرہ رکاوٹ بنتا ہے۔ معاشرہ سے جو کشاکش چلتی ہے یہ بھی جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ البتہ جہاد فی سبیل اللہ میں جب باطل نظام سے ٹکرانے کا مرحلہ آتا ہے تو اس مرحلے کو قرآن نے قتال فی سبیل اللہ کا نام دیا ہے۔ گویا جہاد کی بلند ترین منزل قتال فی سبیل اللہ ہے لیکن جہاد کو قتال کے مترادف کے طور پر استعمال کرنا ایک

سنگین غلطی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جہاد کی اصطلاح پوری دنیا میں بدنام ہوئی اور جہاد ہمارے دین کے تصورات سے خارج ہو چکا ہے۔

سورۃ الحجرات کی اگلی آیت میں ایمان حقیقی کی تعریف یوں کی گئی : ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ○﴾ "مومن تو صرف وہ ہیں جو ایمان لائے اللہ پر اور اس کے رسول پر اور یہ ایمان ان کے دل کا یقین بن گیا' پھر اس میں انہیں کوئی شک نہیں رہا۔ اور انہوں نے اپنی جانوں اور مالوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ صرف یہ لوگ (دعوائے ایمان میں) سچے ہیں"۔ گویا کہ جہاد نہیں تو ایمان نہیں۔ اور ایمان اور جہاد ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم ہیں۔

تیسری "شرطِ لازم" جماعت کا التزام ہے۔ کیونکہ جہاد نہیں ہو سکتا جب تک کہ جماعت نہ ہو۔ اکیلا آدمی باطل کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس کے لئے ایک طاقتور' مضبوط اور منظم جماعت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس جماعت کی صفات کیا ہوں' وہ جماعت کیسے قائم ہو؟ اس موضوع پر تفصیلی گفتگو ان شاء اللہ آئندہ خطاب جمعہ میں ہو گی۔

حالاتِ حاضرہ

حکومت کی دی ہوئی ڈیڈ لائن کے مطابق قرض خوروں اور نادہندگان کا روزِ حساب زیادہ دور نہیں۔ لیکن یہ عمل ماضی کی طرح صرف خانہ پری کے لئے پکڑ دھکڑ کا معاملہ بن کر رہ نہ جائے' بلکہ احتساب کا یہ عمل اتنا شفاف اور منصفانہ ہو کہ پوری دنیا کو نظر آئے۔ کچھ حلقوں کی طرف سے سامنے آنے والا یہ مطالبہ بے بنیاد ہے کہ نواز شریف کو ٹی وی پر صفائی کا موقع دیا جائے۔ حالانکہ نہ صرف ماضی میں بلکہ خود نواز شریف کے دور حکومت میں ایسی کوئی مثال نہیں ملتی۔ البتہ کلنٹن سمیت' عالمی برادری کا یہ مطالبہ درست ہے اور ہم اس کی تائید کرتے ہیں کہ اس مقدمے کے تمام معاملات عدالت میں کھلے طور پر چلنے چاہئیں تاکہ انصاف کے تقاضے پورے ہو سکیں۔ البتہ اسے ستم ظریفی کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ آج سابقہ وزیراعظم پر مقدمہ اسی خصوصی عدالت میں چلایا جائے گا جو انہوں نے خود خصوصی اشتیاق اور محنت سے بنوائی تھی۔ یہ ہم سب کے لئے مقام عبرت ہے کہ دنیا اور اقتدار آنی جانی شے ہے۔ آج اگر کوئی تخت حکومت پر متمکن ہے تو اسے اقتدار کے نشے میں مست ہو کر خدا اور اس کے احکامات کو فراموش نہیں کرنا چاہئے ورنہ اسے آخرت کے عذاب کے علاوہ کوئی بعید نہیں کہ اس دنیا میں بھی مکافات عمل کے طور پر سزا بھگتنا پڑے۔

پاکستان میں ہمیشہ زراعت کے شعبے کو نظرانداز کیا گیا حتیٰ کہ پیپلز پارٹی جو کہ اصلاً جاگیرداروں کی جماعت تھی اس نے بھی زراعت کی بہتری کے لئے کوئی نمایاں قدم نہیں اٹھایا جبکہ نواز شریف صاحب تو تھے ہی تاجر اور صنعت کار برادری کے نمائندہ۔ لہٰذا اس دور میں بھی زراعت سے صرف نظر ہوا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ پاکستان جیسے زرعی ملک میں آج کاشتکار کی حالت سب سے زیادہ خراب ہے۔ اس کے مقابلے میں پڑوسی ملک بھارت میں کاشت کاروں کو بے پناہ مراعات حاصل ہیں۔ وہاں زرعی شعبے میں بجلی مفت فراہم کی جاتی ہے' کھاد کی قیمتیں بہت کم ہیں' چنانچہ وہاں کا کاشتکار خوشحال ہے۔ لہٰذا میں حکومت سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ زراعت کے شعبے پر خصوصی توجہ دے اور کاشتکاروں کے مسائل کے حل کے لئے کوئی جامع لائحہ عمل مرتب کرے۔ ورنہ ڈر ہے کہ زراعت کے شعبے میں بھی ہمیں دوسروں کا دست نگر ہونا پڑے گا۔

یہ پروپیگنڈہ سراسر غلط ہے جس کے مطابق عام کیا جا رہا ہے کہ چیف ایگزیکٹو مرزائی یا قادیانی گروپ سے تعلق رکھتے ہیں کیونکہ میری معلومات کی حد تک یہ بات درست نہیں ہے۔ ویسے بھی ہمارے ہاں کچھ لوگوں کا وطیرہ ہے کہ اگر کسی کے خلاف کہنے کو کوئی دوسری بات نہ ملے تو پھر اس قسم کے ہتھکنڈے استعمال کئے جاتے ہیں۔

امارت اسلامی افغانستان کے امیر' ملا محمد عمر کے نام تنظیم اسلامی کا خط

تنظیم اسلامی' افغانستان میں امارت اسلامیہ کے قیام کی وجہ سے طالبان حکومت کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ چنانچہ طالبان کی حکومت کی بھرپور اخلاقی تائید کرنا نہ صرف یہ کہ اب تک تنظیم اسلامی کا شعار رہا ہے بلکہ ہفت روزہ ندائے خلافت میں امارت اسلامیہ کی خبریں بھی باقاعدگی کے ساتھ "خبرنامہ افغانستان" کے مستقل عنوان کے تحت شائع کی جاتی ہیں۔ اسی جذبے کے تحت گزشتہ دنوں تنظیم اسلامی کی جانب سے افغانستان کے امیر ملا محمد عمر کے نام ایک خط ارسال کیا گیا جس میں طالبان حکومت کے ساتھ خیرسگالی کے اظہار کے علاوہ ان سے تعاون کی ممکنہ صورتوں کے بارے میں استفسار کیا گیا تھا۔ ذیل میں وہ خط ہدیۂ قارئین کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

محترم ومکرم جناب ملا عمر صاحب! امیر' امارت اسلامی افغانستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تنظیم اسلامی امارت اسلامیہ افغانستان کے قیام پر آپ کو ہدیہ تبریک پیش کرتی ہے۔ تنظیم اسلامی فرقہ واریت اور انتخابی سیاست سے علیحدہ رہتے ہوئے اور سیرت النبی ﷺ سے رہنمائی حاصل کرتے ہوئے انقلابی طرز پر گامزن ہے۔ تنظیم گزشتہ ۲۵ سال سے محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی زیر سرپرستی پاکستان میں نفاذ شریعت یعنی اسلام کے نظام عدل اجتماعی کے قیام کے لئے سرگرم عمل ہے۔ سردست یہ تنظیم' اسلامی انقلاب کے ابتدائی مراحل یعنی دعوت' تنظیم اور تربیت وتزکیہ سے گزر رہی ہے۔

ہم افغانستان میں اسلامی ریاست کے قیام کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے اسے عطیۂ خداوندی سمجھتے ہیں اور احادیث نبویہ ﷺ کی روشنی میں یہ یقین رکھتے ہیں کہ خطۂ افغانستان اِن شاء اللہ اسلام کے عالمی غلبہ کی تمہید بنے گا۔

ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ ہم پاکستانی شہری ہونے کے ناطے آپ کے ساتھ کس کس معاملے میں تعاون کر سکتے ہیں۔ بلکہ صحیح تر الفاظ میں تنظیم اسلامی یا اس نوع کی دیگر جماعتوں سے آپ کس نوع کے تعاون کے خواہش مند ہیں۔ ہم آپ کے جوابی مراسلے کے شدت سے منتظر رہیں گے۔

والسلام

ڈاکٹر عبدالخالق

ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی پاکستان

☆ ☆ ☆

مذکورہ بالا خط وسط اکتوبر میں تنظیم کے ایک وفد نے دورۂ افغانستان کے دوران طالبان حکومت کے ایک اہم نمائندے گل محمد نعیم صاحب' رئیس امور بین الملکی وتشریفات' ادارۂ امور افغانستان کے حوالے کیا گیا تھا لیکن تاحال اس خط کا کوئی تحریری جواب موصول نہیں ہوا۔ البتہ ہمارے دوبارہ رابطہ کرنے پر طالبان حکومت کے ذمہ داروں نے امارت اسلامی افغانستان کے صدر ملا ربانی کا یہ زبانی پیغام ہم تک پہنچایا کہ ہم تنظیم اسلامی کے جذبات کی قدر کرتے ہیں' تاہم یہ واضح نہیں ہو سکا کہ یہ خط ملا محمد عمر تک پہنچایا گیا ہے یا نہیں۔ (مدیر)

موجودہ فوجی قیادت داخلی اور خارجی اعتبارات سے سخت مشکلات کی شکار ہے

آئینی لحاظ سے ۱۲/اکتوبر کے فوجی اقدام کو جائز قرار دینا سپریم کورٹ کے لئے انتہائی مشکل ہو گا

کسی فوجی حکومت کا عالمی برادری کا حصہ بن جانا ایسا ہی ہے کہ کونجوں کی ڈار میں کوا شامل ہو جائے

موجودہ حکومت اگر افغانستان کے معاملے میں امریکہ سے تعاون کرتی ہے تو....؟

مرزا ایوب بیگ' لاہور

پاکستان کی نئی فوجی حکومت زبردست داخلی اور خارجی دباؤ کی وجہ سے گوناگوں مسائل سے دوچار ہے۔ داخلی سطح پر اُسے بدترین بلکہ خوفناک اقتصادی صورت حال کا سامنا ہے۔ بنیادی ضروری اشیاء کی مہنگائی اور یوٹیلٹی بلوں کی زیادتی نے تو ہیوی مینڈیٹ کو نگل لیا ہے۔ کسی غیر نمائندہ حکومت کا ڈالا ہوا بوجھ عوام کبھی برداشت نہیں کریں گے۔ سول بیوروکریسی نے مارشل لاء کے دوران ہمیشہ فوجیوں کے کندھوں کو استعمال کیا ہے۔ لہٰذا اس کی طنابیں کھینچ کر رکھنا ایک الگ مسئلہ ہے۔ قرض خور بڑے بڑے سرمایہ دار پہلے ہی فوجی حکومت کے خلاف ایک خاموش اتحاد قائم کر چکے ہیں۔ بڑے بیوروکریٹس کے سیاہ کرتوتوں اور سیاست دانوں کی پشت پناہی سے ٹیکس کلچر پاکستان میں آج تک کبھی فروغ نہیں پا سکا۔ اسی طرح دستاویزی لین دین بھی رواج نہیں پا سکا لہٰذا سیلز ٹیکس کے نفاذ کی کوشش نے نواز شریف کو محبوب رہنما سے دشمن بنا دیا۔ اب اس حکومت کی طرف سے جب سیلز ٹیکس کی بات آئی ہے تو دکانداروں نے علی الاعلان کہہ دیا ہے کہ وہ سیلز ٹیکس کی ادائیگی پر دکانوں کی چابیاں فوجیوں کے حوالے کرنے کو ترجیح دیں گے۔ جنرل صاحب کے اس اعلان کو کہ وہ جاگیرداری نظام کو ختم کر دیں گے اگرچہ فی الحال متعلقہ اور متوقع متاثرہ طبقے نے قطعی طور پر سنجیدگی سے نہیں لیا' لیکن جونہی جنرل صاحب نے اس سمت کوئی عملی قدم اٹھایا' اس طبقہ کی طرف سے زبردست طوفان برپا کرنے کی کوشش کی جائے گی اور شاید جنرل صاحب کو اپنے سات نکاتی ایجنڈے میں سے اس نکتے کی تکمیل کے سلسلے میں شدید ترین مزاحمت کا سامنا کرنا پڑے۔

یہاں ایک تاریخی واقعہ کا حوالہ بے موقع نہیں ہو گا۔ پنڈت نہرو اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ مسلمان جاگیردار کو تحریک پاکستان سے کوئی تعلق نہیں تھا' لیکن جب کانگرس نے اپنے منشور کا اعلان کیا' جس میں واضح طور پر کہا گیا تھا کہ آزادی کے فوراً بعد بھارت میں جاگیریں ختم کر دی جائیں گی' تو اُس وقت مسلمان جاگیردار مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔ پنڈت نہرو کی کتاب سے یہ تاثر ملتا ہے کہ ایسے وقت میں ایک بااثر طبقے کا مسلم لیگ میں

تجزیہ

شامل ہونا مسلم لیگ کے لئے بہت مفید رہا۔ یعنی موجودہ جاگیرداروں کی اکثریت ان لوگوں کی آل اولاد ہے جو پاکستان میں شامل ہی اپنی جاگیریں بچانے کے لئے ہوئے تھے۔ کیا ایسے لوگ باآسانی اپنی ان جاگیروں سے دستبردار ہونا قبول کرلیں گے؟

سیاسی سطح پر پاکستان پیپلز پارٹی' جماعت اسلامی' طاہر القادری صاحب کی پاکستان عوامی تحریک اور جی ڈی اے کی بعض دوسری جماعتیں فی الحال نواز شریف دشمنی میں فوجی حکومت کی حمایت کر رہی ہیں۔ اگر مختلف نوعیت کے مقدمات نے نواز شریف کو سیاست سے آؤٹ کر دیا' تو مذکورہ جماعتوں کو جمہوریت کی یاد ستانا شروع کر دے گی اور وہ بحالی جمہوریت کو اپنی زندگی کا مقصد اور نصب العین قرار دیتے ہوئے اس پر اپنی جان نچھاور کرنے کو تیار ہو جائیں گے۔ ادھر سپریم کورٹ میں ایک آئینی رٹ دائر کی جا چکی ہے' جس میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ ۱۲/اکتوبر کے فوجی اقدام کو غیر آئینی اور غیر قانونی قرار دے کر نواز شریف حکومت کو بحال کیا جائے اور نواز شریف سمیت تمام سیاسی قیدیوں کو رہا کیا جائے۔ آئینی لحاظ سے ۱۲/اکتوبر کی کارروائی کو جائز قرار دینا سپریم کورٹ کے لئے انتہائی مشکل ہو گا۔ فوج اگر قوت کی بنا پر سپریم کورٹ کی رولنگ کو نظرانداز کرتی ہے تو بھی اس سے فوجی حکومت کا کم از کم اخلاقی جواز بالکل ختم ہو جاتا ہے۔ مذہبی جماعتوں اور بعض معروف شخصیتوں کی طرف سے حکومت پر دباؤ ہے کہ وہ اسلامی نظام کو بلا تاخیر ملک میں نافذ کر دیں اور اس معاملے میں ہر قسم کے خارجی دباؤ کو مکمل طور پر مسترد کر دیں۔ ظاہر ہے اب مذہبی اور دینی جماعتیں ضیاء الحق جیسے اقدام (مثلاً زکوٰۃ کمیٹیاں اور صلوٰۃ کمیٹیاں بنا دینا وغیرہ وغیرہ) سے مطمئن نہیں ہوں گے۔

موجودہ فوجی حکومت پر خارجی دباؤ داخلی دباؤ سے کہیں زیادہ شدید اور قوت والا ہے۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ آج دنیا میں غیر نمائندہ خصوصاً فوجی حکومت کی حیثیت ناجائز بچے کی سی ہے جسے کوئی منہ لگانے کو تیار نہیں ہوتا' اسی سے اندازہ کرلیں کہ ترکوں کو اگرچہ پاکستانیوں سے مثالی محبت ہے لیکن ترکی سے جنرل صاحب کے دورے کے بعد یہ صدا آئی ہے کہ اگر جنرل پرویز مشرف کا تعلق پاکستان سے نہ ہوتا تو انہیں ترکی میں خوش آمدید کہنے کی مخالفت کی جاتی۔ یعنی فوجی حکومت اس دنیا میں اجنبی بن جاتی ہے اور تنہا ہو کر رہ جاتی ہے۔ جمہوریت کا ایسا تاثر قائم ہو چکا ہے کہ کسی فوجی حکومت کا عالمی برادری کا حصہ بن جانا ایسا ہی ہے جیسے کونجوں کی ڈار میں کوے کا شامل ہو جانا۔ امریکہ جو ایک سپریم پاور ہے اور جمہوریت کا سرپرست اور چیمپئن بنا ہوا ہے' اگرچہ ماضی قریب میں اس کا رویہ یہ رہا ہے کہ اس کا اصل تعلق اور دلچسپی اپنے عالمی ایجنڈے کی تکمیل سے ہے۔ اس کے ایجنڈے کی تکمیل اگر غیر جمہوری اور فوجی حاکم بھی کر رہے ہوں تو وہ جمہوریت کے لئے چند ٹسوے بہا کر فوجی حکمرانوں سے معاملات طے کر لیتا ہے' لیکن پاکستان میں جو صورت حال بنی ہے اس میں اگرچہ حتمی طور پر کچھ نہیں کہا

جاسکتا۔ تاہم ظاہری طور پر یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہاں فوجی حکومت کا قیام امریکی مرضی اور خواہش کے خلاف ہوا ہے اور پاکستان کی سابقہ جمہوری حکومت امریکی ایجنڈے کی تکمیل میں تعاون کر رہی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ شروع میں ۱۲/اکتوبر کے فوجی قدم پر شدید امریکی ردعمل ظاہر ہوا' بلکہ امریکہ نے تو ۱۲/اکتوبر سے قبل ہی غیر آئینی قدم اٹھانے پر فوج کو دھمکیاں دینی شروع کر دیں تھیں۔ اسے اپنی دھمکیوں کو نظرانداز کرنے کا بھی غصہ ہوگا۔ لہٰذا امریکہ ایک غیر نمائندہ فوجی حکومت سے اس وقت تک کوئی تعاون نہیں کرے گا' جب تک نئی فوجی حکومت یہ عندیہ نہ دے کہ وہ سابقہ جمہوری حکومت سے بڑھ کر اس کے عالمی ایجنڈے کی تکمیل میں مدد اور تعاون کرے گی۔ لہٰذا امریکی دباؤ بڑا شدید ہے کہ افغان حکومت اور ایٹمی توانائی کے حوالے سے اس کی دی ہوئی لائن کی پیروی کی جائے' وگرنہ وہ جمہوریت کی بے حرمتی کے جرم میں پاکستان کے خلاف سخت اقدام سے گریز نہیں کرے گا۔

ادھر امریکہ نے افغانستان کو جو ڈیڈ لائن دی تھی کہ ۱۴/نومبر ۱۹۹۹ء تک اسامہ کو امریکہ کے حوالے کر دو' وگرنہ اس پر انتہائی سخت پابندیاں عائد کر دی جائیں گی' وہ ڈیڈ لائن گزر چکی ہے اور افغانستان اپنے اصولی موقف پر ڈٹا ہوا ہے کہ اپنے مہمان کو دشمنوں کے حوالے کرنا اسلامی اخوت اور افغانی روایات کے خلاف ہے۔ حصول مقصد کے حوالے سے یہ پابندیاں اس وقت تک زیادہ مفید ثابت نہیں ہو سکتیں' جب تک پاکستان امریکہ سے تعاون نہ کرے۔ افغانستان کی تجارت زیادہ تر پاکستان سے ہے اور پاکستان کے راستے سے ہے۔ موجودہ فوجی حکومت اگر امریکہ سے تعاون کرتی ہے کہ یہ پابندیاں اقوام متحدہ کی طرف سے لگائی گئیں اور پاکستان کی حکومت اقوام متحدہ کے رکن کی حیثیت سے ان پابندیوں کو سختی سے نافذ کرنے پر مجبور ہے' تو ان پابندیوں کے نتیجے میں ہماری پختون بیلٹ پر اس کا انتہائی مخالفانہ ردعمل ہوگا اور فوجی حکومت کے خلاف سخت نفرت پھیل جائے گی۔ اولاً تو اس لئے کہ اس تجارت سے ہمارے شمال مغربی سرحدی صوبے اور آزاد قبائل کے لوگ بھی بھرپور مالی فوائد حاصل کر رہے ہیں۔ جب وہ ان مالی فوائد سے محروم ہوں گے تو حکومت کے خلاف میدان میں نکل آنے سے بھی گریز نہیں کیا جائے گا اور اس کو لیبل کیا جائے گا کہ فوجی حکومت نے اسلام دشمن امریکہ سے مل کر مسلمان بھائیوں کے خلاف سازش کی ہے جس سے ملک بھر میں موجودہ حکومت کے خلاف فضا قائم ہو جائے گی۔ اور اس تاثر کو بھی تقویت پہنچے گی کہ ۱۲/اکتوبر کے اقدام کو بھرپور امریکی حمایت حاصل تھی اور یہ مخالفت وغیرہ سب ڈرامہ تھا کیونکہ نواز شریف جنہیں فوج کی مخالفت کا سامنا تھا اور عوامی حمایت سے بھی محروم ہو چکے تھے' اب امریکہ کی ضرورت نہیں رہے تھے لہٰذا امریکہ انہیں استعمال کر کے ڈسٹ بن میں پھینک چکا ہے اور اب وہ اپنے مقاصد اور ٹارگٹ کے حصول کے لئے فوجیوں کو استعمال کرے گا۔ اور اگر حکومت نے امریکی خواہش کے مطابق پابندیوں پر سختی سے عمل نہ کیا تو امریکہ جمہوریت کی موت کو بہانہ بنائے یا اقوام متحدہ کی نافرمانی کو' ہمیں زک پہنچانے کے لئے جو کچھ وہ کر سکے گا' کرے گا۔ بہرحال کسی مرد کار کی صلاحیتوں کا اصل امتحان اس وقت ہی ہوتا ہے' جب وہ مصائب و مسائل میں گھرا ہوا ہو۔ دیکھنا یہ ہے کہ موجودہ حکمران کس طرح ان گھمبیر مسائل کو حل کرتے ہیں۔ OO

دینی و دنیاوی تعلیم کا حسین سنگم
قرآن کالج آف آرٹس اینڈ سائنس
زیر انتظام: مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

خبر نامہ اسلامی امارت افغانستان

ضربِ مؤمن' ۱۲ تا ۱۸ نومبر ۹۹ء

مسعود جنگ بند کر دے تاکہ مل کر مظلوم چیچن مسلمانوں کی مدد کی جائے

حضرت امیرالمومنین ملا عمر مجاہد نے مخالف کمانڈر احمد شاہ مسعود پر زور دیا ہے کہ وہ طالبان کے خلاف جنگ سے باز آجائے تاکہ افغان متحد ہو کر ان مظلوم مسلمانوں کی مدد کریں جو روسیوں کے وحشیانہ ظلم و ستم کا شکار ہیں۔ انہوں نے مسعود کو متوجہ کرتے ہوئے کہا کہ روس نے ستمبر سے مسلمان ملک چیچنیا پر جارحیت اور وحشیانہ بمباریوں کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے لیکن افسوسناک بات یہ ہے کہ دنیا کے کسی ملک حتیٰ کہ مسلمان ملک نے بھی چیچن حکمرانوں اور عوام کی اپیلوں کا اب تک کوئی مثبت جواب نہیں دیا۔ انہوں نے کہا کہ چیچنیا کے عوام کو محض اس بات کی سزا دی جا رہی ہے کہ وہ مسلمان ہیں اور روسی غلامی اختیار کرنے کو تیار نہیں۔ امیرالمومنین نے کہا دنیا کے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے مظلوم چیچن بھائیوں اور بہنوں کی مدد کے لئے آگے آئیں۔ انہوں نے احمد شاہ مسعود پر ایک بار پھر زور دیتے ہوئے کہا کہ وہ جنگ و جدال سے باز آجائے تاکہ افغان قوم متحد ہو کر اپنے مظلوم چیچن بھائیوں کی مدد کے لئے آگے بڑھ سکے۔ انہوں نے کہا روس نے پہلے افغانستان اور پھر چیچنیا میں بدترین شکست اٹھائی ہے اس کی حالیہ جارحیت انہی شکستوں کا بدلہ لینے کے لئے ہے۔ دریں اثناء فرانسیسی خبر رساں ادارے نے شمالی اتحاد کے حوالے سے اپنی ایک رپورٹ میں کہا ہے کہ شمالی اتحاد نے طالبان کی جانب سے جنگ بندی کی پیش کش کو مسترد کرتے ہوئے الزام لگایا ہے کہ طالبان جنگ زدہ افغانستان کو دوسرے چیچنیا میں تبدیل کرنا چاہتے ہیں۔

وزارت امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی کارروائیاں

کابل میں ۲ درجن افراد کو داڑھیاں کاٹنے اور چھ افراد کو جوئے کا کاروبار کرنے پر سزا دی گئی۔ دریں اثناء قانون کی خلاف ورزی کرنے پر گیارہ میڈیکل اسٹوروں اور ۹ پرائیویٹ کلینکوں کو بند کر دیا گیا۔ کابل میں فحش گانوں کی تین سو کیسٹوں پر بھی قبضہ کر لیا گیا۔

ننگرہار میں وزارت امر بالمعروف و نہی المنکر نے کارروائی کرتے ہوئے چار جواء بازوں اور تین چرسیوں کو پکڑ کر شرعی عدالت کے حوالے کر دیا۔ وزارت کے سربراہ مولوی نیک محمد نے شہریوں سے اپیل کی ہے کہ وہ نماز باجماعت کی پابندی کریں اور ہمارے ساتھ بھرپور تعاون کریں۔

لغمان: ضلع دولت شاہ میں دشمن کا حملہ ناکام

امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے صوبہ لغمان کے ضلع دولت شاہ میں باغیوں کا ایک حملہ ناکام بنا دیا۔ تفصیلات کے مطابق دشمن نے فوجی اہمیت کے حامل اس ضلع میں گڑبڑ پھیلانے کا ایک بڑا منصوبہ بنا رکھا تھا جس کے تحت باغیوں کے ایک سرکردہ کمانڈر وزیر گل کو اپنے ساتھیوں سمیت جدید اسلحہ سے لیس کر کے پنجشیر سے دولت شاہ کی حدود میں داخل کرا دیا تھا۔ دشمن اپنے منصوبے کو عملی جامہ پہناتے ہی امارت اسلامیہ کے مجاہدین کے نرغے میں آ گئے۔ کمانڈر وزیر گل سے تفتیش کے دوران اہم نوعیت کی معلومات حاصل ہوئی ہیں تاہم حکام نے انہیں اب تک صیغہ راز میں رکھا ہوا ہے۔ واضح رہے کہ ضلع دولت شاہ لغمان کا وہ ضلع ہے جو کہ باغیوں کے گڑھ پنجشیر سے ایک دشوار گزار پٹی کے ذریعے متصل ہے تاہم یہ ضلع اب بھی امارت اسلامیہ کے کنٹرول میں ہے اور یہاں مکمل امن و امان ہے۔

بشکریہ : ماہنامہ "بیدار ڈائجسٹ" لاہور

چیچنیا پر روس کا حملہ اور مجاہدین کی وقتی ناکامی کے اسباب

اگر کوئی غیر معمولی واقعہ پیش نہ آگیا تو جس رفتار سے روسی فوج آگے بڑھ رہی ہے اندازہ ہے کہ ان سطور کی اشاعت تک وہ چیچنیا کے دارالحکومت گروزنی پر قبضہ کر چکی ہو گی اگرچہ اس کی اسے بھاری قیمت چکانا ہو گی' اسی لئے وہ خوف زدہ بھی ہے اور گروزنی کے قریب پہنچ کر اس نے اپنی پیش قدمی روکی ہوئی ہے۔

صلیبی زار ہوں' کمیونسٹ ہوں' کیتھولک ہوں' پروٹسٹنٹ ہوں یا دوسرے شیطانی فرقے' ظلم اور عہد شکنی ان کے خون میں شامل ہے۔ جب شکست سے دوچار ہوتے ہیں تو معاہدہ کے ذریعے پسپائی کا باعزت راستہ اختیار کر لیتے ہیں' طاقت حاصل ہوتے ہی اپنے ہی کئے ہوئے معاہدوں کو پاؤں تلے روندتے ہوئے حملہ آور ہو جاتے ہیں۔ مسلمانوں کے خلاف روس کے صلیبی زاروں اور کمیونسٹوں کی تاریخ عہد شکنیوں سے بھری پڑی ہے اور جن کے مختصر تذکرہ کیلئے بھی کئی صفحات کا مضمون چاہئے۔

۱۹۹۶ء۔ ۱۹۹۴ء کی لڑائی میں جب مجاہدین کے ہاتھوں روسی فوج کی زبردست پٹائی ہوئی تو اس نے امن کی بھیک مانگتے ہوئے ۲۲/ اگست ۱۹۹۶ء کو چیچنیا کے ملٹری کمانڈر اور موجودہ صدر ارسلان مسخادوف کے ساتھ امن معاہدہ کر لیا۔ روس کی طرف سے امن معاہدہ پر دستخط کرنے والے قومی سلامتی کے چیف الیگزینڈر ریلیڈ تھے۔ اس معاہدہ میں کہا گیا تھا وفاق روس اور جمہوریہ چیچنیا ۳۱ دسمبر ۲۰۰۱ء تک چیچنیا کی حیثیت کا فیصلہ کریں گے۔ چیچنیا نے اس معاہدہ کو اپنی آزادی سے تعبیر کیا۔ روسی فوج نکل گئی۔ افغانستان سے پسپائی کے بعد یہ روس کی دوسری بلکہ سب سے بڑی ذلت تھی کہ مٹھی بھر مجاہدین نے روسی فوج کا بدترین حشر کر دیا۔ اس ذلت نے روسی فوج کے حوصلے بری طرح پست کر دیئے۔

روس اس ذلت آمیز شکست کا بدلہ لینے کے لئے موقع کی تلاش میں رہا۔ چیچنیا کے اردگرد مسلم ریاستوں پر اپنی گرفت مضبوط کی' مغرب سے تعلقات بہتر بنائے' مغربی میڈیا کو بھی قفقاز کے علاقے میں کنٹرول میں رکھنے کی منصوبہ بندی کی۔ اف پ نیوز ایجنسی کے مطابق روس کا خیال ہے کہ چیچنیا کی گزشتہ جنگ میں روسی فوج کی شکست ایک وجہ میڈیا بھی تھا جس نے روسی فوج کی شکست کی خبروں کو نمایاں طور پر پیش کیا۔ روس تو شکست کا بدلہ اتارنے کی منصوبہ بندی کر رہا تھا ادھر "اسلام" کے نام پر قربانیاں دلانے والے چیچنیا کے حکمرانوں نے مغرب کی خوشنودی کی خاطر لبرل پالیسی اختیار کر لی' وہی پالیسی جو دیگر مسلم ممالک میں اختیار کی جاتی رہی ہے۔ پاکستان بھی اسلام کے نام پر حاصل ہوا تھا مگر امریکہ و یورپ کی خوشنودی کی خاطر سیکولر نظام کے تحت چلایا جا رہا ہے۔ انڈونیشیا کی آزادی میں بھی قربانیاں اسلام کے نام پر مسلمانوں نے دیں مگر حکومت اقلیتوں کی مرضی کے مطابق چلتی رہی ہے۔ چیچن حکمرانوں کی مغرب نواز لبرل پالیسی نے عوام کو مایوس کیا اور ملک کے سیاسی استحکام میں دراڑیں پڑ گئیں۔ روس اسی انتظار میں تھا۔ چنانچہ ۸/ اگست کو روسی فوج نے مجاہدین کی سرگرمیاں کچلنے کے بہانے داغستان پر حملہ کر دیا۔ اس کے اگلے روز ہی صدر یلسن نے وزیر اعظم سرجئی سٹیپاشن کو برطرف کر دیا' کیونکہ اس نے ۳/ جون کو ایک پریس کانفرنس میں اعلان کیا تھا کہ اگر وہ قرآن کو اچھی طرح سمجھتا ہوتا تو قفقاز کے بارے میں یقیناً اچھے فیصلے کرتا۔ اس اعلان کے بعد یلسن کو اس سے یہ امید نہ تھی کہ مسلمانوں کی نسل کشی کے سلسلہ میں سٹیپاشن کوئی انتہائی ظالمانہ قدم اٹھائے گا۔ اس کی جگہ کے جی بی سے تعلق رکھنے والے انتہائی ظالم انسان ولادی میر پوٹین کو وزیر اعظم بنا دیا۔ نئے وزیر اعظم کے تقرر سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہ تھا کہ روسی فوج کے عزائم کیا ہیں کیونکہ داغستان پر حملہ کے ساتھ ہی یہ الزام بھی لگا دیا تھا کہ داغستان کی لڑائی چیچنیا کی شرارت ہے لہٰذا اسے سبق سکھایا جائے گا۔ اس الزام کی تردید چیچنیا کے صدر نے واضح الفاظ میں کی مگر روس نے اسے قبول نہ کیا۔ چیچنیا کے خلاف جنگ میں اسرائیل اور بھارت نے بھی مدد کا اعلان کر دیا۔ اسرائیلی حمایت کا مطلب امریکہ و یورپ کی حمایت ہوتا ہے۔ مقامی اور مغربی میڈیا کے ذریعے اسامہ اور وہابی فیکٹر کا بھی خوب پراپیگنڈہ کیا۔ اس پراپیگنڈہ کے باعث پہلے سے ہی مایوس عوام میں مزید مایوسی پیدا ہوئی اور ان کے اندر وہ جذبہ جہاد دکھائی نہ دیا جو ۱۹۹۴ء میں تھا۔ دوسری طرف روسی فوج کا مورال بلند کرنے اور رکھنے کے لئے میڈیا کا خوب استعمال کیا۔ نیوز ایجنسی اف پ کے مطابق اس مرتبہ چیچنیا کی جنگ کے متعلق عالمی اور مقامی میڈیا کو اپنے حق میں رکھنے کے لئے روسی حکام چیچنیا کی جنگ کے متعلق اطلاعات کو سختی سے کنٹرول کر رہے ہیں اور ایسی خبروں کو شائع نہیں ہونے دیا جاتا جن میں روسی فوج کی ہزیمت کا ذکر ہو۔

روسی فوج نے چیچنیا میں ویسی ہی تباہی مچائی ہے جیسی سرب فوج نے کوسووا اور بوسنیا میں مچائی تھی یا پھر روس نے گزشتہ جنگ میں۔ بیشتر دیہات کھنڈرات میں بدل چکے ہیں۔ دو لاکھ سے زیادہ افراد اپنا گھر بار چھوڑ کر ہمسایہ ریاستوں میں پناہ لے چکے ہیں۔ کتنے چیچن مسلمان شہید ہوئے صحیح اعداد و شمار دستیاب نہیں ہیں۔ ایک اندازہ ہے کہ شہید ہونے والوں کی تعداد ۵ ہزار سے زیادہ ہو چکی ہے یاد رہے کہ گزشتہ جنگ میں ایک لاکھ چیچن مسلمانوں کو شہید کیا گیا تھا۔

پہلے روس نے اعلان کیا کہ روس چیچنیا پر قبضہ کا ارادہ نہیں رکھتا بلکہ مسلمان جنگجوؤں (روس کے الفاظ میں دہشت گردوں) کی روس کے اندر کارروائیوں کو روکنے کے لئے ایک سیکورٹی زون قائم کرنا چاہتا ہے مگر عالمی رائے کو دھوکہ دینے کے لئے یہ ایک فریب تھا۔ روس ہر حالت میں گروزنی پر اپنا قبضہ رکھنا چاہتا ہے اسی لئے اس نے ارسلان مسخادوف کی اس پیشکش کو ٹھکرا دیا جس میں مسخادوف نے کہا تھا کہ اگر روس جارحیت بند کر دے تو چیچن حکومت مسلمان چھاپہ ماروں کے خلاف سخت کارروائی کرنے کو تیار ہے۔ روسی وزیر اعظم کا کہنا ہے کہ ہم مسخادوف کو چیچنیا کا صدر نہیں مانتے کیونکہ وہ روسی آئین کے مطابق اس ریاست کے صدر نہیں۔

روس کی بمباری اور گولہ باری سے ہجرت کرنے والے قافلے بھی محفوظ نہیں رہے۔ مہاجرین کے قافلوں پر ہونے والے حملوں میں صرف ایک واقعہ میں ۵۰ سے زیادہ افراد شہید ہوئے۔ ان میں ۲۸ عورتیں اور بچے بھی شامل تھے۔ یاد رہے کہ مہاجرین کا یہ قافلہ روسی فوج کی یقین دہانی کے بعد اپنے گھروں کو واپس لوٹ رہا تھا۔ قافلوں پر حملوں کا سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ اس کے علاوہ روس نے چیچنیا کو گیس اور بجلی کی ترسیل بھی بند کر دی۔

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

سید سلیمان ندوی کے علمی کارنامے

(۲۲/ نومبر ۱۸۸۴ء —— ۲۲/ نومبر ۱۹۵۳ء)

—— تحریر: عبدالرشید عراقی ——

مولانا سید سلیمان ندوی اپنے دور کے اردو زبان کے سب سے بڑے مصنف تھے۔ انہوں نے "الندوہ" لکھنؤ' "الہلال" کلکتہ اور "معارف" اعظم گڑھ میں مذہبی' دینی' علمی و تحقیقی' ادبی و تاریخی اور تنقیدی مقالات لکھے اور ملک کے نامور اہل علم و قلم سے خراج تحسین حاصل کیا۔ ان کے علاوہ مختلف موضوعات پر متعدد ضخیم کتابیں لکھیں اور اپنی شہرت و مقبولیت اور علمی تبحر کا سکہ منوایا۔ یوں تو سید صاحب کی تمام کتابیں اپنے موضوع کے اعتبار سے بڑی جامع' مستند اور علمی مواد کا ذخیرہ ہیں لیکن ان کے مندرجہ ذیل چار علمی کارنامے ان کے تحقیق ذوق' وسعت مطالعہ اور علمی تبحر کا ثبوت ہیں۔ جن پر علمائے اسلام اور ارباب تحقیق نے بڑی داد دی۔

1) خطباتِ مدراس
2) عرب و ہند کے تعلقات
3) خیام
4) عربوں کی جہاز رانی

(1) **خطباتِ مدراس**: سید صاحب نے اکتوبر ۱۹۲۵ء میں مسلم ایجوکیشن کی دعوت پر مدراس کا سفر کیا۔ اور سیرت نبوی پر ۸ خطبات ارشاد فرمائے۔ یہ خطبات سیرت نبویؐ کا جوہر اور عطر ہیں۔ ان خطبات کا انگریزی اور عربی میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ برصغیر پاک و ہند کے اہل علم و قلم کے علاوہ عالم اسلام کے متعدد علماء اور مغربی مستشرقین نے بھی ان خطبات کی تعریف کی ہے۔ اور سید صاحب کے علمی تبحر' ذوق تحقیق اور وسعت معلومات کا اعتراف کیا ہے۔ ۱۹۲۶ء میں یہ خطبات کتابی شکل میں پہلی بار شائع ہوئے۔

(2) **عرب و ہند کے تعلقات**: سید صاحب کے ان خطبات کا مجموعہ ہے جو آپ نے ہندوستان اکیڈمی الہ آباد کے زیر اہتمام ۱۹۲۹ء میں ارشاد فرمائے۔ یہ خطبات سید صاحب کی تحقیقات اور وسعت معلومات کے آئینہ دار ہیں۔ سید صاحب نے ان خطبات میں تحقیق سے مغربی مستشرقین کے اس قول کی تردید کی ہے کہ مسلمان فاتح اور خاص کر عرب تجار یہاں صرف مال و دولت اکٹھا کرنے کے لئے آئے تھے۔ ان کے علاوہ ان کا اور کوئی مقصد نہیں تھا۔ سید صاحب نے ان خطبات میں ثابت کیا ہے کہ اس ملک سے عربوں کا تعلق اسلام کے ظہور سے صدیوں پہلے تھا۔ اور عرب تاجر تجارت کے سلسلہ میں یہاں آئے تھے' دوسرے ملکوں کا مال یہاں لاتے تھے اور یہاں کا مال دوسرے ملکوں لے جاتے تھے۔

عرب و ہند کے تعلقات پر سید صاحب کے پانچ خطبات ہیں اور ان خطبات میں سید صاحب نے خوب داد تحقیق دی ہے اور اس کے علاوہ یہ خطبات ہندو مسلمانوں کے تعلقات کی بڑی وسیع تاریخ ہے اور سید صاحب کے علمی و تحقیقی کارناموں میں ایک اہم اور یادگار کارنامہ ہے۔

(3) **خیام**: مولانا سید سلیمان ندوی کی علمی زندگی کا بڑا شاندار اور اہم کارنامہ ہے جس کی داد برصغیر کے علماء و محققین کے علاوہ ایران' کابل اور مغرب کے محققین نے بھی دی ہے۔ سید صاحب نے دسمبر ۱۹۳۱ء میں آل انڈیا اورینٹل کانفرنس پٹنہ میں "خیام" کے نام سے ایک علمی' جامع اور تحقیقی مقالہ پڑھا۔ جب یہ مقالہ "معارف" اعظم گڑھ میں شائع ہوا تو اہل علم و تحقیق نے اس کو خوب داد دی۔

بعد میں سید صاحب نے اس میں رباعیات کے مباحث بڑھا کر اس کو کتابی شکل میں شائع کیا۔ سید صاحب نے اس کتاب میں سنین کی تحقیق و تطبیق' واقعات کی تلاش و جستجو' ماخذوں' سندوں' حوالوں کے تفحص اور خیام کی فلسفیانہ تصانیف کی جستجو و تلاش اور مختلف کتب خانوں کے مستند قلمی و مطبوعہ نسخوں کی مدد سے اس کی خالص رباعیات کے جمع و ترتیب میں جو کد و کاوش اور محنت و جانفشانی کی ہے اس سے سید صاحب کے ذوق تحقیق اور وسعت مطالعہ کا اندازہ ہوتا ہے۔

علامہ اقبال جو خود ایک بہت بڑے شاعر فلسفی و حکیم تھے اور مشرق و مغرب کے فلسفہ پر بڑی گہری نظر رکھتے تھے۔ اس کتاب کو پڑھ کر سید صاحب کو ایک مکتوب میں لکھا:

"عمر خیام پر آپ نے جو کچھ لکھ دیا ہے اس پر اب کوئی مشرقی یا مغربی عالم اضافہ نہ کر سکے گا"۔

(4) **عربوں کی جہاز رانی**: کے موضوع پر سید صاحب نے مارچ ۱۹۳۱ء میں محکمہ تعلیم حکومت بمبئی کے زیر اہتمام چار خطبات ارشاد فرمائے۔ یہ خطبات بھی سید صاحب کی ذہانت' قوت حافظہ' ذوق تحقیق اور وسعت معلومات کا تماشا گاہ ہیں۔ سید صاحب نے جب یہ خطبات بمبئی میں ارشاد فرمائے اور ان کے اقتباسات اردو اور انگریزی اخبارات میں شائع ہوئے تو ملک کے اہل علم و تحقیق نے سید صاحب کی تلاش و جستجو اور تحقیق کی داد دی یہ خطبات بھی کتابی شکل میں شائع ہو چکے ہیں۔

ان خطبات کے علاوہ سید صاحب کے اور بھی کئی علمی و تحقیقی مقالات معارف اعظم گڑھ میں شائع ہوئے۔

اپریل ۱۹۳۳ء لاہور میں ادارہ معارفِ اسلامیہ کے زیر اہتمام ایک تحقیقی و علمی خطبہ ارشاد فرمایا جس کا عنوان تھا:

"لاہور کا ایک مہندس خاندان جس نے تاج محل اور لال قلعہ بنایا"

اس خطبہ میں آپ نے تحقیق سے ثابت کیا ہے کہ تاج محل اور لال قلعہ کا معمار درحقیقت نادر العصر استاد احمد معمار ہے جو ہندسہ' ہیئت اور ریاضیات کا بڑا عالم تھا۔

ادارہ معارفِ اسلامیہ کے اجلاس جس میں سید صاحب نے یہ تحقیقی خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔ علامہ اقبال نے صدارت کی تھی۔

مولانا سید سلیمان ندوی نے دو اور علمی و تحقیقی مقالے لکھے جو معارف اعظم گڑھ میں شائع ہوئے ان کے نام یہ ہیں:

1) دنیائے اسلام اور خلافت
2) خلافت اور ہندوستان

ان مقالوں کے شائع ہونے پر برصغیر کے اہل علم و تحقیق نے بڑی داد دی تھی۔

مولانا سید سلیمان ندوی علوم اسلامیہ ایک بحر ذخار تھے جو بیک وقت ایک عظیم مؤرخ' محقق' ادیب' معلم' متکلم' صحافی' نقاد' دانشور' مبصر اور مصنف اور سب سے بڑھ کر سیرت نگار تھے۔

۲۲/ نومبر ۱۸۸۴ء / ۲۳ صفر ۱۳۰۲ھ کو دیسنہ (بہار) میں پیدا ہوئے۔ اور ۲۲/ نومبر ۱۹۵۳ء / ۴ ربیع الاول ۱۳۷۳ھ کراچی میں انتقال کیا۔

اطلاعات و اعلانات

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے امیر تنظیم اسلامی حلقہ سندھ جناب محمد نسیم الدین صاحب کی صحت بحال ہونے پر موصوف کو دوبارہ امیر حلقہ سندھ کی ذمہ داری تفویض کر دی ہے۔

رفقاء تنظیم اسلامی کے نام ایک رفیق تنظیم کا پیغام

نقیب اسرہ کینٹ، کوئٹہ، جناب محمد سلیمان قیوم کا مراسلہ

(۱) الحمد للہ ہماری تنظیم کی اٹھان قرآن کی دعوت اور فکر پر اٹھی ہے۔ میری اتنی گزارش ہے کہ جہاں تنظیم میں دوسری تمام چیزوں کا حساب رکھاجاتا ہے کیا اس کا بھی حساب ہے کہ کتنے رفقاء نے صرف ناظرہ قرآن پڑھنا سیکھا ہے اور کتنے رفقاء نے تجوید کے ساتھ سیکھا ہے۔ جب قرآن کی دعوت دینے والی تنظیم کو خود قرآن پڑھنا نہ آئے تو وہ اس بات کی دعوت کس منہ سے دے سکتی ہے۔

(۲) دوسری اہم بات اس ضمن میں عربی زبان کا سیکھنا ہے۔ جو نوجوان ابھی سیکھنے کی عمر میں ہیں ان کے لئے لیکچر حضرات کا بندوبست کر کے انہیں بھی ترغیب و تشویق دلا کر عربی سیکھنے پر آمادہ کیا جائے، کیونکہ درسِ قرآن کے ضمن میں اس کا جاننا ضروری ہے۔ علیحدہ سے انجمن کا ادارہ صرف اس لئے قائم کیا گیا ہے کہ وہ عربی زبان سکھانے کا بندوبست کرے۔ جب تک اس معاملے میں سختی اور تاکید نہیں ہوگی کوئی بھی از خود نہیں سیکھے گا۔

(۳) تیسری بات جو میں نے اپنے ساتھیوں میں محسوس کی ہے وہ یہ کہ بہت سے رفقاء اتنی عمر گزرنے کے باوجود تنظیم کا فکر سمجھ نہیں پائے۔ انہوں نے اسے صرف ثوابی، برکاتی اور جنت کے ٹکٹ تقسیم کرنے والی جماعت سمجھا ہے۔ اگر وہ تنظیم کا فکر سمجھتے تو اپنے بڑے، بچوں اور بچیوں سمیت گھر میں اس کو پھیلاتے اور اس کی دعوت دیتے۔ نہ وہ اپنے بچوں کو درس قرآن پر لاتے ہیں نہ عزیز و اقارب کو اس کی دعوت دیتے ہیں۔ انہوں نے یہ خیال کر لیا ہے کہ تنظیم میں میری صرف اکیلے کی شمولیت سب کی نجات اور شفاعت کا ذریعہ بن جائے گی۔ اولاد کو درس قرآن پر لانے اور اس میں شمولیت کی کیا ضرورت ہے، وہ روزگار پر لگے رہیں۔ دکان پر کام کرتے رہیں تاکہ دنیا بھی ہاتھ سے نہ جائے اور دین کو تو ہم نے پکڑا ہوا ہے۔ وہ کیا کرے گا، جو یہ سمجھتا ہے کہ یہ ثوابی اور برکاتی فکر ہے، انقلابی نہیں۔ اس طرف ہم نے توجہ نہ کی تو تنظیم کے فکر کو دھچکا لگے گا۔

(۴) اسی طرح ہماری خواتین میں تنظیم کی فکر نہیں ہے۔ ہو بھی کیسے؟ خواتین کی تنظیم ہر جگہ ہے مگر کوئٹہ میں آج تک اس کے قیام کی کوشش نہیں کی گئی۔ یہ تو ہم بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ مرد اور عورت گاڑی کے دو پہیے ہیں، مگر یہاں آکر تنظیم کے فکر میں گاڑی کے دو پہیے کیوں نہیں جتے! میرا یہ تجزیہ ہے کہ جب تک گھر میں عورت ہمارے اس فکر کا ساتھ نہیں دے گی اس وقت تک ہماری دعوت بیٹوں اور بچیوں میں مؤثر نہیں ہوسکتی۔ ناظمہ صاحبہ نے بھی اس ضمن میں کبھی کوئٹہ کا دورہ نہیں کیا۔ اگر وہ بار بار آتیں، دعوت دیتیں تو یہاں پر علیحدہ سے خواتین کی تنظیم کی بنیاد رکھی جاتی کیونکہ جب گھر کی خواتین بھی اقامت دین کی جدوجہد میں شریک ہوں تو مردوں کے لئے کام کرنا آسان ہوتا ہے۔ بہر صورت اس طرف ہمیں توجہ دینی چاہئے۔

(۵) پاکستان کے دوسرے شہروں کراچی، لاہور، ملتان، راولپنڈی وغیرہ میں تنظیم کے مظاہرے ہوتے رہتے ہیں، مگر کوئٹہ میں کبھی اس کا اہتمام نہیں کیا گیا۔ ان مظاہروں سے رفقاء کا حوصلہ بڑھتا ہے۔ ان کے اندر سے بزدلی اور کم ہمتی جاتی رہتی ہے۔ لوگوں میں تعارف بڑھتا ہے اور سب سے بڑی بات یہ کہ جمود ٹوٹتا ہے اور ایک حرکی عمل وجود میں آتا رہتا ہے۔

لہٰذا چھوٹے شہروں میں بھی مقامی سطح پر مظاہروں کا اہتمام ہونا چاہئے۔

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں

نعیم اختر عدنان

☆ رشدی کو پناہ دینا جرم نہیں تو اسامہ کی حمایت گناہ کیسے؟ (مولانا صوفی محمد)

✪ وہ اس لئے کہ "ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات"

☆ ملک سے جاگیرداری نظام ختم کردوں گا۔ (جنرل پرویز مشرف)

✪ جنرل صاحب! اس خوش آئند اعلان کو بلا تاخیر عملی جامہ بھی پہنا دیں ورنہ....

☆ طیارہ روکنے سے بڑا جرم آئین توڑنا ہے۔ (پروفیسر ساجد میر)

✪ پروفیسر صاحب! یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا۔

☆ جنرل پرویز مشرف عالمی دباؤ پر جمہوریت جلد بحال کردیں گے۔ (واجپائی کی توقع)

✪ مگر بھارت کی ہٹ دھرم حکومت پھر بھی کشمیری عوام کو ان کے جائز حقوق نہیں دے گی۔

☆ تمام مسائل کا حل جماعت اسلامی کے پاس ہے۔ (قاضی حسین احمد)

✪ لہٰذا حکومت سمیت تمام وسائل جماعت اسلامی کے حوالے کردیئے جائیں۔

☆ نواز شریف کے مقدمات کی سماعت عام عدالتوں میں کی جائے۔ (انوار الحق رامے)

✪ جناب! آخر آپ اپنی ہی بنائی ہوئی خصوصی عدالتوں سے کیوں بھاگ رہے ہیں۔

☆ اقوام متحدہ کی طرف سے پابندی کے فیصلہ کے بعد افغانستان کے فضائی رابطے کاٹ دیئے گئے۔

✪ انسانی حقوق کے محافظوں کا اصلی چہرہ یہی تو ہے۔

☆ نواز شریف کو فوراً رہا کردیا جائے۔ (دولت مشترکہ)

✪ لگتا ہے دولت مشترکہ کو نواز شریف فوبیا کچھ زیادہ ہی ہوگیا ہے۔

اُٹھو اے قافلے والو!

بشیر احمد اعوان، میانوالی

نوازش مہر و ماہ پر ہے مگر معتوب ہیں تارے
نہیں اچھی طرفداری فلک تیرے مکیں سارے
کبھی نابود ہوتے ہیں شبابِ ماہ کی شب میں
کبھی سورج کی آمد سے فنا ہوتے ہیں بیچارے
اٹھو اے قافلے والو خدا را خود کو پہچانو
کہ ہو تم آسمانِ عرش کے بھٹکے ہوئے تارے
روا رکھا ہے کیوں تم نے یہ شیوۂ تنک تابی
سراپا برق بن کر جگمگا ڈالو جہاں سارے
تمہاری ہی درخشانی سے ہیں ماہ و مہر تاباں
بتا دو اب ہوئے ہم پر عیاں راز نہاں سارے
کفِ پا سے کوئی روندے نہ یوں خاشاک کی مانند
کہ خاکستر میں اب جلتے ہوئے پاؤ گے انگارے
تطاول کا ذکر چھیڑو بشیر ان کی نہ محفل میں
کہ اب شعلہ فشاں ہو کر بھڑک اٹھیں گے شرارے

ہمارا مطالبہ، ہماری اپیل
دستور خلافت کی تکمیل

کاروانِ خلافت منزل بہ منزل

تنظیم اسلامی کراچی جنوبی کا ایک روزہ پروگرام

تنظیم اسلامی کراچی جنوبی کے زیر اہتمام ایک روزہ دعوتی و تربیتی پروگرام ۱۶/اکتوبر سے ۱۷/اکتوبر عشاء تک جاری رہا۔ اس پروگرام میں گیارہ رفقاء کل وقتی اور پانچ رفقاء جز وقتی شریک ہوئے۔ اس طرح کل ۱۶ رفقاء نے شرکت کی۔

نماز عشاء کے بعد عبدالرحمٰن ہنگورہ صاحب اور عبدالقادر انصاری صاحب نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے حالاتِ زندگی پڑھ کر سنائے۔ نماز فجر کے بعد درسِ قرآن عبدالقادر انصاری صاحب نے دیا۔ اس میں تقریباً ۳۰ افراد مع رفقاء شریک ہوئے۔ درس قرآن کے بعد تنظیم نے رفقاء کی تجوید کے سلسلہ میں ایک جائزہ لیا اور حلقہ سے آمدہ تجوید کے نتائج سے رفقاء کو مطلع کیا۔ امیر محترم کا خطاب بذریعہ ویڈیو کیسٹ ۹ تا ۱۱ بجے تک دیکھا۔ ۱۱ بجے سورۃ کہف کے دوسرے رکوع کا درس شجاع الدین شیخ صاحب نے دیا۔ اس کے بعد حالات حاضرہ پر گفتگو ہوئی۔

مشق درس قرآن کے سلسلے میں کفیل الرحمٰن، محمد عثمان حسن خان، شمیم احمد اور ریاض بروہی نے حصہ لیا۔ سوا تین بجے سے سوا چار بجے تک امیر محترم کا تازہ خطاب جمعہ بذریعہ آڈیو کیسٹ سنا گیا۔ نماز عصر مدینہ مسجد برنس روڈ میں ادا کی گئی۔ برنس روڈ کے علاقے میں تین کارنر میٹنگز ہوئیں۔ شجاع الدین شیخ صاحب، عبدالرحمٰن ہنگورہ صاحب اور عبدالقادر انصاری صاحب نے خطاب کیا۔ جس میں جنوبی تنظیم کے دفتر میں آڈیو ویڈیو کیسٹ لائبریری سے استفادہ کی دعوت بھی دی گئی۔

بعد نماز مغرب جنوبی تنظیم کے دفتر میں درس قرآن شجاع الدین شیخ صاحب نے دیا جس میں رفقاء کے علاوہ علاقے کے چار اصحاب نے شرکت کی۔

(رپورٹ: محمد بشیر)

اُسرہ اوچ کا ایک روزہ پروگرام

۶/اکتوبر کو اُسرہ کے تنظیمی اجتماع میں طے شدہ پروگرام کے مطابق ۷ اکتوبر کو مین روڈ پر واقع مصروف ترین علاقہ گل آباد میں تنظیم اسلامی کے رفقاء بعد از نماز ظہر قافلہ کی شکل میں پہنچے۔ مشاورت اور نماز عصر کے بعد "بندگی رب کے تقاضے" کے موضوع پر بیان ہوا۔ بیان کے بعد مولانا حقانی اور رحمٰن اختر نے مقامی آبادی میں دعوتی گشت کیا۔ جس میں لوگوں کو تنظیم اسلامی کی بھرپور دعوت دی گئی۔ "بندگی رب کے نظام کو برپا کرنے کے لئے کونسی دعوت درکار ہے؟" کے موضوع پر مولانا غلام اللہ خان نے تقریباً آدھ گھنٹہ پر مشتمل خطاب کیا۔ بعد ازاں سوال و جواب کا سیشن بھی ہوا۔

عشاء کے بعد درس حدیث ہوا۔ مولانا نے خراسان اور اس سے اٹھنے والی تحریکات کے پس منظر پر احادیث نبویؐ کی روشنی میں لیکچر دیا۔ مقامی حضرات بالخصوص امام مسجد اور ان کے فرزندوں حافظ عبدالرؤف اور محمد نعیم ایڈووکیٹ نے رفقاء کی خوب خدمت کی۔ سونے سے پہلے رفقاء نے تنظیم اسلامی کس مقام پر کھڑی ہے؟ کے موضوع پر بحث و تمحیص کی۔ محمد طاہر، لیاقت علی، اور لطیف الرحمٰن نے بحث میں حصہ لیا۔

فجر کے بعد مولانا حقانی نے سورۃ رحمٰن کی ابتدائی آیات کا درس دیا اور نوجوانوں کو قرآن کے ساتھ رشتہ جوڑنے کی تلقین کی۔ کیونکہ اسلام کے درخشندہ مستقبل میں یہی طبقہ مرکزی کردار ادا کر سکتا ہے۔ ناشتہ کے بعد امیر محترم کا خطاب "مذہب اور دین میں فرق" اور بعد ازاں کتاب "فرائض دینی کا جامع تصور" کا خلاصہ پیش کیا گیا۔

حالات حاضرہ پر تبادلہ خیال کے لئے موضوع تھا "تحریک طالبان اور عالم اسلام پر اس کے اثرات"۔ اس موضوع پر جو جامع بات سامنے آئی وہ یہ کہ طالبان نے افغانستان میں واقعتاً اسلامی انقلاب برپا کیا۔ لیکن پوری دنیا کے لئے نظام اسلام کے حوالے سے ایک آئیڈیل اسلامی سٹیٹ پاکستان ہی بن سکتا ہے۔ اسلئے کہ یہاں اسلامائزیشن کا عمل مکمل ہے۔ مذاکرے میں حاجی محمد امین جو افغانستان میں دوبار حصہ لے چکے ہیں، کل وقتی شرکت کی۔

ظہر کے بعد آخری بیان "منہج انقلاب نبویؐ" کے موضوع پر ہوا۔ مولانا نے انقلاب اسلامی کے لئے حضور ﷺ کے طریقہ کار اور دوسری جماعتوں کے طریقۂ کار کا تقابلی جائزہ پیش کیا۔ سوال و جواب کی نشست اور امام مسجد کے دعائیہ کلمات پر یہ پروگرام ختم ہوا۔ اس پروگرام کے ذریعہ مجموعی طور پر ۵۰۰ افراد تک دعوت پہنچائی گئی۔

(رپورٹ: حاجی قاسم)

صوبہ سرحد کے ذیلی حلقہ مالاکنڈ ڈویژن کے اسرہ جات کی رپورٹ

حلقہ سرحد کی مجلس مشاورت کے اجلاس منعقدہ ۲۶ ستمبر میں طے شدہ پروگرام کے مطابق راقم نے ذیلی حلقہ مالاکنڈ ڈویژن کے تمام اسروں کا دورہ کیا۔ اس دورے کا مقصد مبتدی رفقاء کو رپورٹس دینے کے لئے تیار کرنا، ندائے خلافت کی کھپت ۱۰۰ فیصد کرنا اور رفقاء کی طرف سے ذاتی رابطوں کو بڑھانا تھا۔

۲۷ ستمبر کو اسرہ اوچ کے رفقاء سے ملاقات میں آٹھ رفقاء شریک ہوئے۔ نقیب اسرہ نے بتایا کہ ۴ رفقاء نے رپورٹس دی ہیں۔ تمام رفقاء ندائے خلافت لیتے ہیں جبکہ ۲ رفقاء میثاق کے خریدار ہیں۔ ۲۸ ستمبر کو راقم نے اسرہ بٹ خیلہ کے اجلاس میں شرکت کی۔ اجلاس کا انعقاد ذیلی حلقہ کے دفتر میں ہوا۔ یہاں ۴ رفقاء ہیں۔ ندائے خلافت کی کھپت ۳ ہے۔ ملتزم رفقاء ذاتی رابطہ کرتے ہیں۔ راقم ۲۹ ستمبر کو باجوڑ پہنچا۔ بعد نماز ظہر باجوڑ کے تینوں اسروں کے رفقاء اسرہ خار کے دفتر واقع پھاٹک میں جمع تھے۔ اجلاس میں رفقاء کے علاوہ ۸ احباب بھی شریک ہوئے۔ راقم یکم اکتوبر ۹۹ء کو تیمرگرہ گئے۔ یہاں رپورٹس کی شرح ۵۰ فیصد ہے جس میں بہتری لائی جا رہی ہے۔ ۱۰ عدد ندائے خلافت آ رہے ہیں جبکہ رفقاء کی تعداد ۱۱ ہے۔ دیر میں ۱۳ رفقاء ہیں۔ یہاں بعد نماز جمعہ خصوصی میٹنگ کا وقت طے تھا۔ یہاں ملتزم رفقاء ۵ جبکہ مبتدی رفقاء ۸ ہیں۔ یہاں ۱۰ ندائے خلافت منگوائے جاتے ہیں۔

اگلے روز راقم اسرہ گنوڑ گئے۔ یہاں رفقاء کی تعداد ۷ ہے جن میں ۵ رفقاء مبتدی اور ۲ رفقاء ملتزم ہیں۔ اسی روز اگلے مرحلہ میں راقم اسرہ بی بیوڑ گئے جہاں اسرہ کی میٹنگ قبل از نماز ظہر منعقد ہوئی۔ اسرہ میں رفقاء کی تعداد ۱۲ ہے۔ ملتزم رفقاء کی تعداد ۴ اور مبتدی رفقاء کی تعداد ۸ ہے۔ راقم ۷ اکتوبر کو اسرہ سواڑی گیا۔ اس اجلاس میں ۴ ملتزم، ایک مبتدی اور ۱۳ احباب شریک ہوئے۔ یہاں ندائے خلافت کی کھپت ۱۰ ہے۔ (رپورٹ: غلام اللہ حقانی)

کراچی کی تنظیموں کا خصوصی تربیتی پروگرام برائے رفقاء

سالانہ اجتماع کی منسوخی کی خبر کراچی کے رفقاء پر بجلی بن کر گری اور حلقے کے دفتر میں متعدد ٹیلی فون کالیں آتی رہیں جس سے قائم مقام امیر حلقہ برائے کراچی محترم اختر ندیم صاحب نے محسوس کیا کہ رفقاء میں اس خبر سے مایوسی پیدا ہوئی۔ چنانچہ انجینئر نوید احمد صاحب کی تجویز پر ۲۳ اور ۲۴ اکتوبر کو قرآن اکیڈمی میں خصوصی تربیتی پروگرام رکھا گیا۔ طے شدہ شیڈول کے مطابق پہلے پروگرام میں "فکر آخرت" کے موضوع پر عمران لطیف نے سورۃ المدثر آیات ۳۲ تا ۴۸، محمد فیصل منصوری نے سورۃ الزلزال، عبدالقادر انصاری نے سورۃ المومنون آیات ۱۱۵ تا ۱۱۸، عبدالرزاق خان نیازی نے سورہ عنکبوت، غاشیہ، یٰسین، سورۃ محمد اور حدید کی آیات اور نوید مزمل نے سورۃ قیامہ، عبس اور معارج کی آیات سے درس دیا۔ ہم سوا پانچ بجے رفیق تنظیم اسلامی کراچی شرقی نمبر ۱ نے تعلق مع اللہ کے موضوع پر گفتگو کا آغاز کیا۔ انہوں نے کہا کہ تعلق مع اللہ کے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کی جائے جو تین قسم کی آیات پر غور و فکر کے بعد حاصل ہو سکتی ہے۔ آیات آفاقی یعنی کائنات میں پھیلی ہوئی آیات، آیات انفسی یعنی وہ آیات جو انسان کے اپنے نفس کے اندر موجود ہیں اور آیات قرآنی، اللہ تعالیٰ کی محبت کا تقاضا ہے کہ باپ، بھائی، بیٹے،

بیویوں' عزیز و اقارب' مال' تجارت اور مکان کی محبت پر اللہ' اس کے رسولؐ اور اس کی راہ میں جہاد کی محبت کو فوقیت حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق کے نتیجے میں انسان میں جذبۂ شکر پیدا ہوتا ہے اور اس کا سر اپنے مالک کے حضور خصوصا رات کی تنہائیوں میں جھکنے لگتا ہے۔ تعلق مع اللہ کا اجتماعی سطح پر تقاضا ہے کہ لوگوں کو بندگی رب کی دعوت دی جائے اور دین کو غالب کرنے کی جدوجہد کی جائے۔ لیکن ان تمام کوششوں میں تدریج اور نسبت و تناسب کا خیال رکھا جانا ازحد ضروری ہے۔ بعد نماز فجر تنظیم اسلامی کراچی ضلع وسطی نمبر ا کے سینئر رفیق عبدالمقتدر صاحب نے حدیث کا مطالعہ کروایا جو حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے اور جس میں بدگمانی' تجسس' عیب جوئی' حسد اور بغض و عداوت جیسے اخلاقی رذائل سے اجتناب اور آپس میں بھائی بن جانے اور اللہ کی بندگی اختیار کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ ۹ بجے پروگرام کا آغاز انجینئر نوید احمد کے لیکچر سے ہوا جس کا عنوان تھا "ہم ایک نازک مقام پر"۔ انہوں نے اس موضوع پر سالانہ اجتماع میں گفتگو کرنی تھی۔ انہوں نے کہا کہ "ہم" سے مراد وہ خواتین و حضرات ہیں جن تک قرآن و حدیث کی روشنی میں امیر محترم کی دعوت پہنچ چکی ہے اور خصوصاً وہ جنہوں نے اس دعوت کو قبول کر کے تنظیم میں شمولیت اختیار کی ہے۔ انہوں نے کہا نجات کا واحد راستہ یہ ہے کہ ہم نوع انسانی تک دین کی تعلیمات پہنچائیں۔ جو بھی صلاحیت دنیا کے لئے استعمال ہو رہی ہے وہ حق کی تبلیغ کے لئے بھی استعمال کی جائے۔ ایک سالہ قرآن فہمی کورس' خط و کتابت کورس' عربی گرامر کلاسز میں اس نیت سے شرکت کی جائے کہ ہم نے تعلیمات قرآنی کو آگے پہنچانا ہے۔ ۱۰ بجے قائم مقام امیر حلقہ برائے کراچی نے "خود آگہی" کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ راہ حق میں من لگانے کا مطلب تنظیم کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اجتماعات وغیرہ میں حاضری سے لے کر ضرورت پڑنے پر اس کی راہ میں گردن کٹا دینا ہے۔ تن لگانے کا مطلب اس راہ کے تقاضوں کی تکمیل میں حائل تمام رکاوٹوں' جس میں خود انسان کے اپنے نفس سے لے کر معاشرہ' برادری کی رسوم و رواج اور دیگر رکاوٹیں شامل ہیں اور دھن لگانے کا مطلب حق کی سربلندی کے لئے انفاق مال ہے۔ انہوں نے کہا ہر نفس اپنا بہترین محاسب ہے۔ کوئی دوسرا اس کے محاسبہ کا حق ادا نہیں کرتا۔ ہمیں خود اپنا محاسبہ کرنا چاہئے کہ ہم نظریہ توحید کے تقاضوں کو کس حد تک پورا کر سکے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ مجھے پتہ ہے کہ سالانہ اجتماع کے منسوخ ہونے پر آپ لوگوں کو مایوسی ہوئی ہے لیکن میرا خیال یہ ہے کہ امیر محترم نے اس لئے یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ شاید یہ محسوس کرتے ہیں کہ ہم ابھی خاک کے ڈھیر ہیں ہم نے خشت کی شکل اختیار نہیں کی۔ ہمیں امیر محترم کی توقعات پر پورا اترنے کیلئے بے انتہا محنت کی ضرورت ہے۔

ساڑھے گیارہ بجے کے بعد رفقاء نے اپنے اپنے شعبہ کے حوالے سے مفید باتیں کیں۔ رفقاء جنوبی تنظیم سرفراز احمد خان' سیف اللہ پراچہ اور عبداللطیف عقیلی صاحبان کی گفتگو سے حوصلہ پیدا ہوا کہ پاکستان دشمن کے پروپیگنڈے کے مطابق ایک ناکام ریاست نہیں بلکہ دفاعی اعتبار سے بھی ہر لحہ اپنی بقاء کے لئے چوکس ہے اور اقتصادی میدان میں بھی حالت اتنی بری نہیں جتنا کہ بتایا جاتا ہے۔ روفی جلیس صاحب نے بتایا کہ کس طرح ذرائع ابلاغ میں اشتہارات کے ذریعے ہمارے خاندانی نظام کو خطرہ لاحق ہے۔ عبداللطیف عقیلی صاحب نے کہا کہ پاکستان میں احتساب کے ذریعہ جو رقم وصول کی جا سکتی ہے وہ غیر ملکی اور ملکی قرضوں کے مقابلے میں انتہائی حقیر سی ہے۔ تاہم احتساب ہونا چاہئے۔ محمد خالد علی صاحب جن کا تعلق جنوبی تنظیم سے ہے' نے ٹائمز میں شائع ہونے والے مضمون Can Pakistan Be Saved کے عنوان سے گفتگو کی۔ تین بجے سہ پہر تنظیم اسلامی ضلع شرقی ۲ کے امیر اعجاز لطیف صاحب نے دعوت دین اور جدید ذرائع ابلاغ کے موضوع پر بات کی۔ امیر تنظیم اسلامی غربی عابد جاوید خان صاحب نے "دین کی راہ میں عزیمت" کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے صراط مستقیم کی ان رکاوٹوں کا تذکرہ کیا جو انسان کے اپنے نفس سے لے کر شیطان کی کارستانیوں تک محیط ہیں اور ان تمام رکاوٹوں کو عبور کرنے میں جس عزیمت و استقامت کی ضرورت ہے ان کا ذکر کیا۔ بعد نماز عصر رفیق تنظیم اسلامی کراچی ضلع شرقی نمبر ۳ جناب عامر خان صاحب نے سورۃ الفرقان کے آخری رکوع پر درس دیا۔ اس کے ساتھ ہی یہ پروگرام اختتام کو پہنچا۔ اللہ تعالیٰ ہماری کوششوں کو قبول فرمائے اور نجات و فلاح اُخروی کا ذریعہ بنائے۔ آمین (رپورٹ : محمد سمیع)

بقیہ : عالم اسلام

ہسپتالوں' میٹرنٹی سنٹروں' مسجدوں' سکولوں پر بھی بم اور میزائل برسائے جا رہے ہیں۔ ذرائع مواصلات تباہ کر دیئے گئے ہیں اور گروزنی کا بیرونی دنیا سے کوئی رابطہ نہیں رہا۔

نیوز ایجنسی این این آئی کے مطابق روس کو وسط اکتوبر تک ۱۵۰۰ فوجیوں' ۴ لڑاکا طیاروں اور دس ہیلی کاپٹروں کا نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ مبصرین کا اندازہ ہے کہ روس گروزنی پر قبضہ کرنے میں تو کامیاب ہو جائے گا مگر اسے اس کی بھاری قیمت ادا کرنا پڑے گی۔ بعض کے خیال میں چیچنیا روس کے لئے افغانستان بن جائے گا مگر کیسے؟ چیچنیا کے قرب و جوار میں کوئی پاکستان اور ضیاء الحق نہیں' کوئی اسلامی ملک چیچنیا کی مادی مدد تو کجا اخلاقی حمایت بھی نہیں کر رہا۔ امریکہ و یورپ بھی روس کے ساتھ ہیں۔ اس ضمن میں اسلامی کانفرنس کی تنظیم کے چیئرمین کا کردار مجرمانہ ہی نہیں قابل مذمت بھی ہے۔ اسلامی ممالک کی دینی جماعتوں نے بھی برائے نام اخباری احتجاج ہی کیا ہے۔ ایک خبر کے مطابق سعودی عرب نے عرب ممالک سے کہا ہے کہ وہ روسی جارحیت رکوانے کے لئے اپنے کردار ادا کریں۔ صرف طالبان نے مناسب موقف اپنایا ہے۔ وائس آف امریکہ کے مطابق افغانستان نے عالمی برادری' اقوام متحدہ اور حقوق انسانی کی عالمی تنظیموں پر الزام عائد کیا ہے کہ انہوں نے چیچنیا کے مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے مظالم پر اپنی آنکھیں بند کر رکھی ہیں۔

مسلم دنیا سے مایوس ہو کر چیچنیا کے مسلمانوں کی نسل کشی رکوانے کے لئے صدر ارسلان مسخادوف نے پوپ سے مدد کی اپیل کی ہے' سوال یہ ہے کہ پوپ کی تعلیمات کے باعث ہی تو یہ قتل عام ہو رہا ہے' وہ مدد کیوں کرے گا۔

روس نے ناقابل تسخیر مجاہد رہنما شامل بسایوف کو زندہ یا مردہ گرفتار کرنے کے مذموم عزم کا اظہار کرتے ہوئے اس کے سر کی قیمت ۱۰ لاکھ ڈالر مقرر کی ہے۔

اس بات کا اندیشہ ہے کہ روس اس بار بھی کہیں چیچن مسلمانوں کو ان کے گھروں سے نکال کر دور دراز کے علاقوں میں نہ بھیج دے۔ اس سے پہلے کہ روس آخری حدود پار کر جائے' دینی جماعتوں کو بھرپور احتجاجی مہم چلانی چاہئے۔ صرف روس کے خلاف ہی نہیں بلکہ اسلامی کانفرنس کی تنظیم کے چیئرمین کی منافقانہ اور مجرمانہ پالیسی کے خلاف بھی۔ اس پر زور دیا جائے کہ وہ اسلامی کانفرنس کی تنظیم کا چیچنیا کے مسئلہ پر بلا تاخیر اجلاس بلائے۔

☆ ☆ ☆ ☆

قارئین توجہ فرمائیں!

☆ تنظیم اسلامی کی مرکزی مجلس مشاورت کے توسیعی اجلاس کے انعقاد کے باعث اگلے ہفتے "ندائے خلافت" شائع نہیں ہو سکے گا تاہم آئندہ اشاعت میں اس کی تلافی کر دی جائے گی۔

☆ نیز آئندہ اشاعت میں "ندائے خلافت" کے بارے میں رفقاء کی موصولہ آراء و تجاویز پر مشتمل ایک مکمل رپورٹ بھی ان شاء اللہ العزیز شائع کی جائے گی۔

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد 8' شمارہ 44
سالانہ زرِتعاون -/175 روپے

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ' لاہور
مقام اشاعت: 36۔کے' ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 03-5869501

معاونین برائے مدیر:
○ فرقان دانش خان ○ مرزا ایوب بیگ
○ نعیم اختر عدنان ○ سردار اعوان
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

گوشہ خلافت

جاگیرداری نظام کے خاتمہ کا عملی طریق کار

جاگیرداری اور غیر حاضر زمینداری نظام کے خاتمہ کے بغیر نہ تو معیشت کو اسلامی سانچے میں ڈھالا جا سکتا ہے اور نہ ہی عوام کو ریلیف دیا جا سکتا ہے۔ پاکستان میں زرعی اراضی کا زیادہ تر انتظام "مزارعت" یعنی بٹائی کے ذریعے روبہ عمل لایا جا رہا ہے جو امام ابو حنیفہؒ اور امام المدینہ' امام مالکؒ کے نزدیک مطلقاً حرام ہے۔ پاکستان میں رائج الوقت جاگیرداری نظام کے خاتم کے لئے "زرعی اصلاحات" کے آزمودہ طریقہ کار سے مطلوبہ نتائج برآمد نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا ملک سے جاگیرداری نظام کی لعنت کے خاتمے کے لئے شمشیر فاروقی رضی اللہ عنہ کو استعمال کرنا پڑے گا۔ خلافت فاروقیؓ کے عہد میں نظام زمینداری کے بارے میں کئے گئے فیصلہ کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

جب عراق' شام' ایران اور مصر کے وسیع و عریض علاقے مسلمان افواج کے ذریعے مسلمانوں کے زیر تسلط آ گئے تو مجاہدین اسلام نے ماضی کے دستور کے مطابق یہ موقف اختیار کیا کہ یہ تمام زمینیں اور علاقے چونکہ ہم نے بزور شمشیر فتح کئے ہیں اور یوں یہ سب کچھ مال غنیمت کے حکم میں آتا ہے لہٰذا پانچواں حصہ یعنی خمس بیت المال کے لئے رکھ کر باقی ساری اراضی مجاہدین میں تقسیم کر دی جائے تاکہ یہ زمینیں ہماری جاگیریں اور ان پر کام کرنے والے کاشتکار ہمارے غلام بن جائیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مجاہدین اسلام کی اِس رائے کو آنے والے حالات و واقعات کے تناظر میں ناموزوں خیال کرتے ہوئے اس کی سخت مخالفت کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجلس شوریٰ کے سامنے اپنا موقف بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ تمام زمینیں مالِ غنیمت نہیں بلکہ مالِ فے کے حکم میں آتی ہیں اور "مال فے" بیت المال یعنی سرکاری ملکیت شمار ہوتا ہے۔ مجلس شوریٰ میں اس مسئلہ پر گرما گرم بحث و تمحیص کے بعد ایک "لینڈ کمیشن" تشکیل دیا گیا۔ اس لینڈ کمیشن نے حضرت عمر' حضرت علی' حضرت عثمان' حضرت طلحہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم کی رائے کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ دور فاروقی رضی اللہ عنہ میں ہونے والے اس اجماع کی رو سے زرعی اراضی کو دو اقسام میں تقسیم کیا گیا۔ چنانچہ زمین کی ایک قسم وہ ہے جس کے مالکان کسی جنگ و جدال کے بغیر ایمان لے آئیں' ایسی زمین انہی لوگوں کی ملکیت میں رہے گی البتہ زمین کی پیداوار سے دسواں حصہ یعنی عشر وصول کیا جائے گا۔ اس زمین کو "عشری" قرار دیا گیا۔

زمین کی دوسری قسم کو اسلامی فقہ کی اصطلاح میں "خراجی" کہا جاتا ہے۔ ایسے علاقے جو اسلامی افواج بزور شمشیر فتح کریں وہاں کی زمینیں انفرادی ملکیت کی بجائے مسلمانوں کی اجتماعی یعنی قومی ملکیت قرار پاتی ہیں۔ اسلامی ریاست کی ملکیتی زمینوں کے کسانوں کی حیثیت ریاست کے کاشتکاروں کی ہوتی ہے جو پیداوار سے مقرر کردہ خراج اسلامی ریاست کو ادا کرتے ہیں۔ گویا اسلامی ریاست کی آمدنی کے سب سے بڑے ذریعہ کی حیثیت اسی خراج کو حاصل ہوتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ طریقہ کے مطابق پاکستان کی تمام زمینیں بیت المال یعنی ریاست کی ملکیت ہیں۔

خلافت فاروقیؓ کے اس فیصلے کی روشنی میں ہی پاکستان سے جاگیرداری اور غیر حاضر زمینداری نظام کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ موجودہ جاگیرداری نظام کو ختم کر کے تمام زمینیں کاشت کاروں اور ہاریوں کو دے دی جائیں اور وہ ریاست و مملکت کے کارندوں کی حیثیت سے یہ زمین کاشت کریں جبکہ یہ لوگ ریاست کو پیداوار سے مقرر حصہ ادا کرنے کے پابند ہوں گے۔

(اقتباس از "خطباتِ خلافت" تالیف : ڈاکٹر اسرار احمد

حدیث دل

سردار اعوان

آج کا باطل؟

انسان درحقیقت اس دنیا میں غلام بن کر آیا ہے۔ یہ غلامی اس مالک حقیقی کی ہے جس نے انسان کو اور اس پوری کائنات کو پیدا کیا ہے۔ چونکہ ہر شے کو پیدا کرنے والا ایک اللہ ہے لہٰذا ہر شے کا مالک حقیقی بھی وہی ہے۔ یہ غلامی انسان کو نہ صرف اس دنیا میں عزت و وقار سے جینے کا سلیقہ عطا کرتی ہے بلکہ آخرت میں بہت بڑے اجر کا بھی مژدہ سناتی ہے۔ البتہ انسان کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اس دنیا میں ایک اللہ کا غلام (بندہ) بن کر رہے یا اپنے جیسے کسی انسان یا اس کے بنائے ہوئے اداروں یا خود اپنے نفس کا۔

اپنے نفس اور اپنے سے طاقتور انسانوں کی غلامی دنیا میں ہمیشہ سے قائم رہی ہے۔ جو دراصل سزا ہے اس فرار کی جو انسان اللہ کی غلامی سے اختیار کرتا ہے اور یہ سزا دنیا اور آخرت دونوں میں ہے۔ پہلے پہلے افراد غلام ہوتے تھے۔ کوئی شخص اپنے کسی بھائی بند یا قبیلے کے سربراہ کا غلام ہوتا' جس کی حکم عدولی اس کے لئے موت اور ذلت کا پیغام ہوتی اور اطاعت زندگی کی نوید۔ اس کے بعد غلام باقاعدہ خریدے اور فروخت کئے جانے لگے اور غلامی ایک نفع بخش کاروبار کی شکل اختیار کر گئی۔ مگر انسان جب ذرا "مہذب" ہوا تو اسے اس "مکروہ کاروبار" کو تج کر پورے پورے ملکوں کو غلام بنانے کا طریقہ ایجاد کرنا پڑا' جس میں کسی ملک کے رہنے والے تمام لوگ کسی دوسرے ملک کے غلام ہو جاتے ہیں۔ مگر لگ بھگ نصف صدی قبل اس "سامراجی" طریقہ کو ختم کر کے آئی۔ ایم۔ ایف اور ورلڈ بینک جیسے ادارے قائم کئے گئے جن کی موجودہ انسانی نسل ہی نہیں' آئندہ نسلیں بھی غلام بن چکی ہیں۔ آج جو بھی بچہ پیدا ہوتا ہے وہ پیدائشی غلام ہے۔ یہ گویا غلامی کی بلند ترین سطح ہے جس میں انسان کو محسوس ہی نہیں ہوتا کہ وہ غلام ہے۔ ہم صرف یہ دیکھ کر مطمئن ہو جاتے ہیں کہ سب لوگ اپنے اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں اور "ترقی" کر رہے ہیں' یہ سوچنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتے کہ کن کے لئے کام کر رہے ہیں اور کیوں کر رہے ہیں۔ ہمارا اصل مالک کون ہے' اگر ہم اس کے لئے جی رہے ہیں تو ہماری زندگیاں امن اور سکون سے کیوں خالی ہیں' یہ ظلم اور استحصال کیوں ہے' کیوں ہم پر مشقتوں کے مزید بوجھ لادے جا رہے ہیں' کیا اللہ نے اسی لئے انسان کو بنایا تھا۔ کیا یہی ہے وہ اشرف المخلوقات؟

اللہ تعالیٰ ہمیشہ دنیا میں انسانوں کی بھلائی اور راہنمائی کے لئے انسانوں ہی میں سے اپنے برگزیدہ بندوں کو مامور کرتا رہا ہے۔ لیکن بہت سی قومیں برباد اور نیست و نابود ہوتی رہیں' کیونکہ انہوں نے ایک اللہ کی غلامی قبول نہ کی۔ آخر کار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور نبوت میں انسان کے اشرف المخلوقات ہونے کا مکمل نمونہ اور اسے قائم کرنے کا طریقہ دکھا کر اللہ نے نبوت کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا تاکہ آئندہ نوع انسانی اس کی روشنی میں خود اپنے انسان ہونے کا ثبوت فراہم کرے' یعنی جو انسان اپنی حقیقت کو پہچان لیں وہ ایک قیادت کے سائے میں جمع ہو کر قوت بنیں اور جب مناسب طاقت فراہم ہو جائے تو میدان میں آکر باطل سے ٹکرا جائیں۔ آج کا باطل آئی۔ ایم۔ ایف' ورلڈ بینک اور اس کے آلہ کار ہیں۔